سلسلۂ اشاعت
11

اِسْكَاتُ الْكَلْبِ الْعَاوِيْ

يوسف بن عبد الله القرضاوى

یوسف القرضاوی کی گمراہیاں

تالیف

المحدث العلامة

مقبل بن ہادی الوادعی حفظہ اللہ

مترجم

دکتور اجمل منظور المدنی حفظہ اللہ

”كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ، حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ“۔

جب بھی ان کا کوئی گروہ پیدا ہوگا ختم کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ انہیں میں سے دجال نکلے گا۔

اسکات الکلب العاوی
یوسف بن عبداللہ القرضاوی

تالیف:

شیخ مقبل بن ہادی الوادعی

مترجم:

د/ اجمل منظور المدنی

حقوق طبع محفوظ ہیں

نام کتاب : اسکات الکلب العاوی یوسف بن عبداللہ القرضاوی

مؤلف : شیخ مقبل بن ہادی الوادعی

مترجم : ڈاکٹر اجمل منظور المدنی

اشاعت :

صفحات : ..

ایڈیشن : اول

تعداد : ..

ناشر :

ملنے کے پتے:

فہرست موضوعات

موضوعات	صفحہ
مقدمہ	5
سوال۱: قرضاوی نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کے دور میں عورت اپنا کردار ادا کرتی تھی.	20
سوال۲: ایک امریکی صحافیہ نے قرضاوی سے سوال کیا کہ عالم اسلام اور مغرب کے درمیان کیا تعلق ہے؟	35
قرضاوی کے سابق کلام پر رد	42
سوال۳: قرضاوی نے اہل کتاب پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ ان سے محبت کرنا، انکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان سے معاہدہ کرنا اور ان کے معاشرے میں رہنا ہمارے لئے مشروع ہے...	44
سوال۴: قرضاوی نے بعض ایسی آیتوں کا ذکر کیا ہے جو غیر مسلموں سے دوستی کرنے سے روکتی ہیں...	54
سوال۵: قرضاوی سے سوال کیا گیا کہ کیا اسلام اور مغرب کے مابین تقارب ممکن ہے، تو قرضاوی نے کہا کہ ہمیں تو انکے ساتھ گفتگو کرنے کا حکم دیا گیا ہے...	56
سوال۶: قرضاوی نے کہا کہ اسلام میں متعدد جماعتوں کے ہونے سے کوئی حرج نہیں ہے	57
سوال۷: قرضاوی نے کہا کہ عقائد اسلامیہ میں اصل یہ ہیکہ وہ عقل کے موافق ہو	61
سوال۸: قرضاوی نے جہاد پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جہاد سے مراد جہاد دفاع ہے	62

سوال۹:(وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ) پرقرضاوی کااعتراض	64
سوال۱۰: قرضاوی کامردوں کی قیومیت پراعتراض	71
سوال۱۱::(لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً) پرقرضاوی کااعتراض	77
سوال۱۲: قرضاوی کابے پردگی کی طرف دعوت	84
سوال۱۳: قرضاوی کاشراب اورخنزیر کے گوشت فروخت کرنے کی اجازت	86
سوال۱۴: قرضاوی سے ڈرامے کے اندرعورت کی شرکت کے تعلق سے سوال کیا گیاتواسے جائزقراردیاگیااورقرآنی قصوں سے استدلال کیا	91
سوال۱۵: قرضاوی نے کہا کہ یہ بالکل معقول نہیں ہیکہ ہم تصویرکشی، ڈرامے یا زمانے کے اعتبار سے اس طرح کے تقاضوں کوحرام قراردیں	94

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله واصحابه أجمعين، وبعد:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۴]۔

ترجمہ: ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، سوائے اس شخص کے جو کسی صدقے یا نیک کام یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے اور جو بھی یہ کام اللہ کی رضا کی طلب کے لیے کرے گا تو ہم جلد ہی اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۴]۔

ترجمہ: اور لازم ہے کہ تمھاری صورت میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [آل عمران: ۱۱۰]۔

ترجمہ: تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم

دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [التوبہ:۷۱]۔

ترجمہ: اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا، بے شک اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾ [النساء:۱۳۵]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! انصاف پر پوری طرح قائم رہنے والے، اللہ کے لیے شہادت دینے والے بن جاؤ، خواہ تمھاری ذاتوں یا والدین اور زیادہ قرابت والوں کے خلاف ہو، اگر کوئی غنی ہے یا فقیر تو اللہ ان دونوں پر زیادہ حق رکھنے والا ہے۔ پس اس میں خواہش کی پیروی نہ کرو کہ عدل کرو اور اگر تم زبان کو پیچ دو، یا پہلو بچاؤ تو بے شک اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، ہمیشہ سے پوری طرح باخبر ہے۔

صحیحین میں وارد ہوا ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: "بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ"۔(صحیح مسلم:۱۷۰۹)۔

ترجمہ: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے سننے اور بات ماننے پر سختی اور راحت میں، خوشی اور ناخوشی میں اور گو ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس امر پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے، اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے، اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

مسند احمد کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَمَرَنِي خَلِيلِي ﷺ بِسَبْعٍ أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ [مسند أحمد:۲۱۴۱۵]

ترجمہ: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے سات چیزوں کا حکم دیا ہے: انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ مساکین سے محبت کرنے اور ان سے

قریب رہنے کا، اپنے نیچے والے کو دیکھنے اور اوپر والے کو نہ دیکھنے کا، صلہ رحمی کرنے کا' گو کہ کوئی اسے توڑ ہی دے، کسی سے کچھ نہ مانگنے کا، حق بات کہنے کا خواہ وہ تلخ ہی ہو، اللہ کے بارے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے کا، اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی کثرت کا، کیونکہ یہ کلمات عرش کے نیچے ایک خزانے سے آئے ہیں۔

صحیح مسلم کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ، قَبْلَ الصَّلَاةِ، مَرْوَانُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَقَالَ: قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "**مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ** ".(صحیح مسلم:۴۹)۔

ترجمہ: طارق بن شہاب سے روایت ہے، کہ سب سے پہلے جس نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا، وہ مروان تھا (حکم کا بیٹا جو خلفائے بنی امیہ میں سے پہلا خلیفہ ہے) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: خطبہ سے پہلے نماز پڑھنی چاہئیے۔ مروان نے کہا: یہ بات موقوف کر دی گئی۔ سیدنا ابوسعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تم میں سے کسی منکر (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اس کو مٹا دے اپنے ہاتھ سے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (دل میں اس کو برا جانے اور اس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے۔“

ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الدِّينُ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ".(صحیح مسلم:۵۵)۔

ترجمہ: سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے۔“ ہم نے کہا: کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔“

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: "بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ".(صحیح مسلم:۵۶)۔

ترجمہ: سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

مذکورہ دلیلوں کی روشنی میں مسلمانوں پر بالخصوص علمائے اہل سنت پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اہل بدعت پر رد کریں، اور میں اللہ کا شکر گزار ہوں کہ الحمدللہ علماء نے علی صابونی پر رد کیا اور اسے ایکسپوز کر دیا، طحان پر رد کر کے اسے پیس کر رکھ دیا، ترابی پر رد کر کے اسے دھول چٹا دیا، اور اسکی ناک کو خاک آلود کر دیا، اور جس بھی بدعتی پر علمائے اہل سنت نے رد کیا ہے وہ بدعتی ذلیل و رسوا ہو کر رہا ہے، سچ کہا ہے حبیب پاک ﷺ نے: ”وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي“۔(صحیح بخاری: ۲۹۱۴)۔

ترجمہ: اور جو میری شریعت کی مخالفت کرے اس کے لیے ذلت اور خواری کو مقدر

کیا گیا ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾[النور: ٦٣]۔

ترجمہ: سو لازم ہے کہ وہ لوگ ڈریں جو اس کا حکم ماننے سے پیچھے رہتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ آپہنچے، یا انھیں دردناک عذاب آپہنچے۔

یہ اللہ کے دین میں معروف کو منکر بنا کر پیش کرتے ہیں تو اللہ انہیں ذلیل ورسوا کرتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾[الحج: ١٨]۔

ترجمہ: اور جسے اللہ ذلیل کر دے پھر اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

جب اللہ کسی کو ذلیل ورسوا کر دے' تو اسے ریڈیو اسٹیشن، اخبارات اور سوشل میڈیا عزت نہیں دے سکتے، یہ صرف اپنی زبان وقلم سے بھونک سکتے ہیں اس ذلیل کو بلندی نہیں دے سکتے، مجھے بارہا کہا گیا کہ میں قرضاوی پر رد کروں یہاں تک میرا خاموش رہنا مناسب نہ لگا' تو اس پر رد کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا، میں اپنے ساتھیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر کسی کے پاس اخبارات وغیرہ میں جو کچھ بھی قرضاوی سے متعلق کوئی کلام ہو وہ مجھے مرحمت فرمائے، اور میں نے اس رد کا نام (اسکات الکلب العاوی یوسف بن عبداللہ القرضاوی) رکھا ہے، یہ سن کر حزبیوں کی طرف سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ قرضاوی بھی ایک عالم دین ہیں انکے بارے میں کتاب کا نام اس طرح کیوں رکھ دیا؟! وہ قطر کے مفتی ہیں، کیا یہ گناہ کبیرہ نہیں ہے؟!

میں کیوں گا کہ پہلے آپ لوگ قرآن کی یہ آیات سنیں، ارشاد باری تعالی ہے:
﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ﴾ [الاعراف:۱۷۵-۱۷۷]۔

ترجمہ: اور انھیں اس شخص کی خبر پڑھ کرسنا جسے ہم نے اپنی آیات عطا کیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا، پھر شیطان نے اسے پیچھے لگا لیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان کے ذریعے بلند کر دیتے، مگر وہ زمین کی طرف چمٹ گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا، تو اس کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے ہانپتا ہے، یا اسے چھوڑ دے تو بھی زبان نکالے ہانپتا ہے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ سو تو یہ بیان سنا دے، تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ برے ہیں وہ لوگ مثال کی رو سے جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [الجمعۃ:۵]۔

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا، پھر انھوں نے اسے نہیں اٹھایا، گدھے کی مثال کی سی ہے جو کئی کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے، ان لوگوں کی

مثال بری ہے جنھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ﴾ [الانفال: ۲۲، ۲۳]۔

ترجمہ: بے شک تمام جانوروں سے برے اللہ کے نزدیک وہ بہرے، گونگے ہیں، جو سمجھتے نہیں۔ اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انھیں ضرور سنوا دیتا اور اگر وہ انھیں سنوا دیتا تو بھی وہ منہ پھیر جاتے، اس حال میں کہ وہ بے رخی کرنے والے ہوتے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا جو صنعاء سے مدینہ آیا تھا، اور جس نے مسلمانوں کے بیچ میں رہ کر زہد وتقوی اور عبادت سے لیکر غیرت دینی کا خوب اظہار کیا تھا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دعوی بھی خوب کرتا تھا، حاکم کے خلاف حق بات بولنے کی باتیں بھی خوب کرتا تھا، مگر لوگوں کو اعتماد میں لینے کے بعد یہی فتنہ پھیلانے لگا، بلکہ بہت سارے فتنوں کا یہی بلا واسطہ سبب بھی بنا، اسلئے آج بھی ضروری ہیکہ ہم جانیں کہ سنی کون ہے اور حزبی کون ہے؟!

میں اسے یہودی اور نصرانی تو نہیں کہتا، البتہ اس سے سوال ضرور کیا جائے گا۔ کیونکہ اسکے شبہات بہت سنگین اور خطرناک ہیں۔

انہیں ایام میں میرے ایک فاضل ساتھی برادرم صالح الکبری نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے ایک کیسٹ میں قرضاوی کا یہ بیان سنا کہ اسرائیل کا یہودی صدر ۹۹٪ فیصد ووٹ کے ساتھ کامیاب ہوا ہے، اس قدر ووٹ تو اللہ کو بھی نہیں مل پائے گا! چنانچہ اگر ووٹنگ کرا دی جائے تو اللہ کو ۹۹٪ فیصد ووٹ نہیں ملے گا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ گمراہ کن کلام ہے، اگر اس نے یہ مراد لیا ہوگا کہ وہ یہودی اللہ سے

افضل ہے تو پھر وہ کافر ہو جائے گا اور اگر یہ مراد لیا ہو گا کہ چونکہ یہود ونصاری اور مجوس وہنود اور دیگر کفار کی تعداد زیادہ ہے جو اللہ کو ووٹ نہیں کریں گے تو پھر یہ دوسری بات ہے مگر یہ بھی کھلی گمراہی ہی ہے۔

کیونکہ ہمارا رب کسی ووٹنگ کا محتاج نہیں ہے، وہ تو وہ ذات ہے جو صرف کہہ دے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے، اسی نے فرعون کو ہلاک کیا، اسی نے قارون کو ہلاک کیا، اسی نے بہت ساری جابر قوموں کو ہلاک کیا، اور اس کے انبیاء ورسل دیر سویر کامیاب ہی رہے۔

ووٹنگ کی ضرورت کمزور بندوں کو پڑتی ہے، یہاں تک کہ قبائل کے مشائخ ووٹنگ کے وقت پریشان حال دکھتے ہیں اور لوگوں سے متعدد پلانوں اور کاموں کے وعدے کرتے ہیں، جبکہ ہمارا رب بے نیاز ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ﴾ [فاطر: ۱۵-۱۷]۔

ترجمہ: اے لوگو! تم ہی اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی سب سے بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔

یہی قرضاوی ہے جسکے بارے میں عبدالمجید زندانی نے کہا کہ وہ ایک مجاہد ہیں۔

قرضاوی مجاہد ہے' مگر اسلام کے خلاف شبہات پھیلانے میں، یہ وہی قرضاوی ہے جو اسرائیل کے عام انتخابات کے موقع پر مبارکبادی دیتا ہے کہ وہاں پر بڑا اعادلانہ ووٹنگ ہوا ہے۔

اللہ کے بندے! انتخابات طاغوتی نظام ہے، یہ اعدائے اسلام کی طرف سے آیا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ

﴿ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾[الشوری:۱۰]۔

ترجمہ: اور وہ چیز جس میں تم نے اختلاف کیا،کوئی بھی چیز ہوتو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے، وہی اللہ میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾[النساء:۵۹]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

میں نے دیکھا یوسف قرضاوی کے دفاع میں عقیل مقطری آیا، اسے کچھ حاصل نہ ہوا، اسی طرح محمد سرور کے دفاع میں آیا وہاں بھی کچھ حاصل نہ ہوا، قرضاوی کا ساتھی زندانی کلیۃ الایمان آیا، وہ اب اچھوت بن چکا ہے، اسکی حزبیت نے اسے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا، اور نہ ہی اسکی تجارت چمک سکی، وہ آرزو کرتا پھر رہا ہے کہ کاش مجھے بھی وہ مقبولیت مل جاتی جو مجھے حاصل ہے، گرچہ میں فقیر ہوں، اور میں سمجھتا ہوں کہ اے قرضاوی! قطر والے تمہیں اپنے ملک میں نہیں رہنے دیں گے جس طرح طحان کو نہیں رہنے دیا، قطر بہتر مسلم ممالک میں سے ہے، وہ کسی ایسے شخص کو برداشت نہیں کریں گے جسکی گمراہی اور فساد واضح ہو چکا ہو۔

قرضاوی نے عورت کی سربراہی کو لیکر کہا کہ وہ ملک کی سربراہی کرسکتی ہے اس میں

کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ قول رسول اس کے بالکل خلاف ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى، قَالَ: "**لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً**".(صحیح بخاری:۴۴۲۵)۔

ترجمہ: سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے موقع پر وہ جملہ میرے کام آ گیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں ارادہ کر چکا تھا کہ اصحاب جمل، عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے لشکر کے ساتھ شریک ہو کر (علی رضی اللہ عنہ کی) فوج سے لڑوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارث تخت وتاج بنایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔

قرضاوی جیسے علمائے سوء ہی کے بارے میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "**أَنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّونَ**"۔(مسند احمد)۔

ترجمہ: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی نے ہمیں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ اندیشہ گمراہ کن حکمرانوں سے ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ: ''إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيمِ اللِّسَانِ''۔(مسند احمد)۔

ترجمہ: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے زیادہ خطرہ اس منافق سے ہے جو زبان دان ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ شیطان یوسف قرضاوی کیلئے فارغ ہو چکا ہے، وہی اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، اور ایسی خبریں دیتا ہے جن کا علم کسی کو نہیں ہوتا۔ان سب کا ذکر آئے گا۔

قرضاوی صاحب! الحمدللہ تمہارے ساتھی یمن میں اس وقت مفلس ہو چکے ہیں، یہ اللہ کی سنت ہے، ہم نے انہیں شکست نہیں دیا ہے، ان پر تو رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ وعید ثابت ہوئی ہے، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے کہ: ''فمنَ رغِبَ عنْ سُنَّتِي فليسَ مِنِّي''۔ جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یہ صحیحین کی روایت ہے۔اس میں تنبیہ کچھ اس انداز سے ہے کہ تیرا تعلق نہ نبی ﷺ سے ہے، اور نہ ہی نبی ﷺ کا تجھ سے کوئی تعلق ہے۔

اسی طرح مسند احمد میں وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةٌ وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى سُنَّتِي فَقَدْ أَفْلَحَ وَمَنْ كَانَتْ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَقَدْ هَلَكَ''۔[سنن الترمذی:۲۴۵۳]

ترجمہ: ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر عمل میں ایک تیزی ہوتی ہے اور ہر تیزی کا ایک انقطاع ہوتا ہے یا سنت کی طرف یا بدعت کی

طرف جس کا انقطاع سنت کی طرف ہوتو وہ ہدایت پا جاتا ہے اور جس کا انقطاع کسی اور چیز کی طرف ہوتو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

عبدالمجید زندانی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ترابی اور قرضاوی اگر توبہ نہ کریں تو ان کیلئے ہلاکت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حزبیت چھوڑ دو، کیونکہ حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عن جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "**مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَعَ رَجُلٌ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ**". (صحیح مسلم: ۲۵۸۴)۔

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جہاد میں تو ایک مہاجر نے ایک انصاری کی سرین پر مارا (ہاتھ سے یا تلوار سے) انصاری نے آواز دی، اے انصار! دوڑو۔ اور مہاجر نے آواز دی، اے مہاجرین! دوڑو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو جاہلیت کا سا پکارنا ہے۔" لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کی سرین پر مارا، آپ ﷺ نے فرمایا: "چھوڑ و اس بات کو یہ گندی بات ہے۔"

اسی طرح صحیحین میں وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "**لَيْسَ مِنَّا، مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ، أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ**

"۔ (صحیح مسلم: ۱۰۳)۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گالوں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے کی باتیں کرے"۔

جاہلی دعوے میں حزبیت پہلے نمبر پر شامل ہے، پھر قبائلی تعصب بھی آئے گا، اسی طرح مذہبی تعصب بھی شامل ہے، کیونکہ مکمل خود سپردگی صرف اللہ کیلئے ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ [الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳]۔

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

عبدالمجید زندانی! تم لوگ خود مطعون ہو میرے خلاف کوئی دعوی نہیں کر سکتے، ہماری باتیں کیسٹوں میں ریکارڈ ہیں، تم لوگ تحریف کرتے ہو، میں نے کسی کو ذاتی طور پر ہدف نہیں بنایا ہے، چونکہ تم لوگ علم میں مفلس ہو اسلئے تلبیس کرتے ہو، اور اسکے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتے۔

زندانی نے آج تک کیا کیا سوائے اس کے کہ زمین گردش میں ہے اور سورج ٹھہرا ہوا ہے، کاش یہ اہل سنت کے علماء سے کچھ سیکھ لیتا، اور علم کوئی متکبر یا شرم کرنے والا نہیں حاصل کر سکتا۔

کلیۃ الایمان کا صدر بنا گھومتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ حدیث وارد

ہوئی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا. فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا".(صحیح بخاری:۱۰۰)۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے۔بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

زندانی تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اپنا مقدمہ نہ تو کوئی کورٹ میں لے جاتے ہیں نہ سپریم کورٹ میں بلکہ وقت سحر میں ہم اپنا مقدمہ اپنے رب کے حضور پیش کرتے ہیں، وہی تمہیں دنیا اور آخرت میں ذلیل کرے گا، اگر تم اپنی تلبیس کاری اور حزبیت نیز وحدۃ الادیان کی دعوت سے توبہ کرلئے تو میرے بھائی ہو۔

اب آتے ہیں قرضاوی کی طرف، جزائر سے کچھ لوگوں نے آکر مجھ سے کہا کہ ہمارے پاس جامعہ میں قرضاوی اور محمد غزالی آئے، اس وقت لڑکے اور لڑکیاں سب اختلاط کی وجہ سے پریشان تھے، قرضاوی نے کہا: عورت کو تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے، میں نے خود اپنی ایک لڑکی کو بیرون ملک بھیجا ہے تعلیم کیلئے، اور ایک بچی میری کویت میں پڑھ

رہی ہے، اور ایک بچی فلاں ملک میں پڑھ رہی ہے۔ اس طرح وہاں پر قرضاوی نے طلبہ وطالبات کو گمراہی کی طرف دعوت دیتا رہا، اور تلبیس سے کام لیتا رہا، بالآخر وہ اس شخص کی خباثت سمجھ گئے اور اس سے نفرت کرنے لگے۔

علمائے اہل سنت پر واجب ہیکہ کیسٹوں اور اخبارات وغیرہ میں نشر کیے گئے اس کے کلام کو جمع کریں اور اس کا جواب لکھیں تاکہ مسلمان اسکی گمراہی سے آگاہ ہوسکیں، اور اس پر مکمل کتاب لکھی جائے جس طرح عبدالرحیم الطحان کی گمراہی پر "اقامة البرهان على ضلال عبد الرحيم الطحان" نامی کتاب لکھی گئی۔

مصر کے اندر مجھے معلوم ہوا کہ اس کتاب کو دیکھ کر تعجب کر رہے ہیں کہ طحان تو بڑا داعی اور عالم ہے، وہ کیسے گمراہ ہوسکتا ہے! لیکن کتاب پڑھنے کے بعد اسکی گمراہی واضح ہوگئی اور سب خاموش ہوگئے۔

یمن میں واقع جمعیۃ الحکمہ والے بھی اسے بڑا عالم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسے دوسرے علماء کے پاس غلطیاں ہوتی ہیں اسی طرح اسکے پاس بھی ہیں۔ یہ لوگ بھی علم دین سے عاری اور اس کی برکت سے محروم ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ علمائے ربانیین اور افاضل کی تکریم کرو، لیکن جو علم دین اور دعوت کے نام پر گمراہی پھیلائے اسے ایکسپوز کرو، تاکہ مسلمان اس سے آگاہ ہوجائیں، میں کہتا ہوں کہ قطر کو چاہئے کہ اس مفسد اور فاسد شخص کو نکال پھینکے۔

سوال ۱: جریدہ الدعوہ کے شمارہ نمبر ۶۵ میں بتاریخ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ میں قرضاوی نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کے دور میں عورت اپنا کردار ادا کرتی تھی، حتی کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق اور تائید میں سب سے پہلے جو آواز اٹھی ہے وہ عورت ہی کی تھی، وہ آواز خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تھی؟

جواب: سوال یہ ہیکہ آپ ﷺ کو نبی اور رسول بنانے میں کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی کچھ عمل دخل ہے، انکی آواز اٹھانے اور ووٹ دینے یا نہ دینے سے کیا فرق پڑتا، یہ اختیار مکمل طور پر اللہ کو ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه﴾ [الانعام:١٢٤]۔

ترجمہ: اللہ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ [الحج:٧٥]۔

ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے چنتا ہے اور لوگوں سے بھی، بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اور خود حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ". (صحیح مسلم:٢٢٧٦)۔

ترجمہ: سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ فرماتے تھے: ”اللہ جل جلالہ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور قریش کو کنانہ میں سے اور بنی ہاشم کو قریش میں سے اور مجھ کو بنی ہاشم میں سے چنا۔“

ارشاد باری تعالی ہے:﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ [التوبہ:١٢٨]۔

ترجمہ: بلاشبہ یقینا تمھارے پاس تمہی سے ایک رسول آیا ہے، اس پر بہت شاق ہے

کہ تم مشقت میں پڑو،تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے،مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کو کسی کے ووٹ کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا تعلق انتخابات سے ہے، یہ اللہ کے ذمہ ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے رسول بناتا ہے، اور وہی معجزات کے ذریعے اسکی تائید کرتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوا، چاند دو ٹکڑا ہوگیا، کھجور کی ٹہنی رونے لگی، تھوڑا کتنا کھانا زیادہ ہوگیا، اسی طرح تھوڑا پانی زیادہ ہوگیا۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مال کے ذریعے آپ ﷺ کی مدد کی تھی اور آپ کو تسلی دی تھی، اب تم یہ کہنے لگ جاؤ کہ انہوں نے نبوت کے حق میں آواز اٹھائی اور اسے بھی تم سیاست بناڈالو تو سن لو کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو ناقصات عقل و دین کہا ہے۔

مزید صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ".(صحیح بخاری:۳۳۳۱)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر اسے وہ یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی۔ پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔"

اسی طرح عورتوں ہی کی کمزوری پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَقَالَ: "وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ". قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ قَوْلُهُ:" سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ".(صحیح بخاری:۶۱۴۹)۔

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (ایک سفر کے موقع پر) اپنی عورتوں کے پاس آئے جو اونٹوں پر سوار جارہی تھیں، ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا انس کی والدہ بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ افسوس، انجشہ! شیشوں کو آہستگی سے لے چل۔ ابوقلابہ نے کہا کہ نبی کریم نے عورتوں سے متعلق ایسے الفاظ کا استعمال فرمایا کہ اگر تم میں کوئی شخص استعمال کرے تو تم اس پر عیب جوئی کرو۔ یعنی نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ شیشوں کو نرمی سے لے چل۔

لہذا اصل یہی ہے کہ عورت ناقص عقل ہوتی ہے مگر کسی کے اندر عقل ورائے کی پختگی ہو اس سے انکار نہیں، جیسے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کو مشورہ دیا اور آپ نے عمل بھی کیا۔

لیکن قرضاوی کا یہ کہنا کہ بعض عورتیں بہت سارے مسلمان حکام سے افضل اور بہتر ہوتی ہیں، تو یہ بالکل درست نہیں ہے بلکہ یہ ایک جسارت اور جراءت بیجا ہے، ممکن ہے کوئی امور سیاست میں کم فہم ہو، لیکن بعض نہایت ہوشیار اور معاملہ فہم ہوتے ہیں۔ اور یمن کا حاکم بہر حال انتہائی چالاک ہے۔

اللہ کی قسم! اگر کوئی خاتون یمن آ کر زمام حکومت تھام لے، تو بہت جلد فتنے بھڑک

اٹھیں گے، قبائلی جنگ چھڑ جائے گی، اور خود کی فوجوں میں بھی جنگ کی آگ بھڑک اٹھے گی، اور اس خاتون کو کچھ سجھائی نہ دے گا' سوائے اس کے- وہ عوام کو آپس میں لڑتا ہوا چھوڑ کر- راہ فرار اختیار کر لے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے یمن کے لئے ایک نہایت عقلمند صدر مہیا کیا ہے، اے کاش! اللہ اسے سنت کی ہدایت سے نواز دے۔ اے اہل سنت کے لوگو! اس حاکم کے لئے اللہ سے ہدایت کی دعا مانگو۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسے کتاب وسنت کی طرف ہدایت عطا فرمادے، اللہ اس کی اصلاح فرمائے اور اس کے ذریعہ رعایا کی اصلاح فرمائے، اور اسے ہر طرح کی بری اور مکروہ چیز سے دور فرمائے۔ اور اسی طرح ہم اللہ سے یہ بھی دعا گو ہیں کہ کمونسٹوں کو اور ہر اس شخص کو جو یمن کی راہ میں روڑا بنے ہیں انہیں انجام تک پہونچا دے۔

ہم نہیں جانتے کہ اگر یمن کے خلاف کچھ ہوا' تو کس قدر آگ بھڑکے گی۔ لوگو! ہم یہ نہیں کہتے کہ اس حاکم یہاں کوئی ظلم جور نہیں، اس کے باوجود یہ برملا اعتراف ہے کہ حاکم یمن انتہائی درجے کا ذہین اور ہوشیار لیڈر رہے۔

ایک مرتبہ ایک غیر ملکی سیاسی کارندہ میری زیارت کو آیا، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب امریکہ اور روس کے مابین جنگ چھڑی ہوئی تھی، اس نے کہا کہ مجھے تمہارا صدر بڑا پسند آیا، یعنی دنیا کے حکمران یا تو امریکا کے ساتھ ہیں، یا روس کے ساتھ، جبکہ تمہارا حاکم ان دونوں کے ساتھ ہے۔ سو اللہ سے دعا ہے کہ اللہ اس کی اصلاح فرمائے، اسے کتاب وسنت کی طرف ہدایت دے، اور اسے صرف توکل علی اللہ کی توفیق دے۔

حقیقت یہی ہے کہ اس وقت مسلم حکام امریکہ سے مرعوب ہیں، اگر کوئی ایک دلیر نکل جائے اور تمام حکام اسکے گرد جمع ہو جائیں تو امریکہ کو اکھاڑ پھینک سکتے ہیں۔

اور ہاں ہم ویسا بالکل نہیں کہیں گے جیسا کہ قرضاوی نے کہا ہے کہ بعض عورتیں ایسی

پائی جاتی ہیں کہ وہ ملک کو مسلم حکام سے بہتر چلا سکتی ہیں۔

قرضاوی کی ایک گمراہی ایسی ہے کہ جس کی پاداش میں زمین پھٹ پڑے، اور جس کے سبب دنیا تاریکی سے گھر جائے، اس نے کہا کہ: ہم اسرائیل سے لڑائی دین اسلام (کی بقا وفروغ) کی بنا پر نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس کے زمینی قبضہ کو ختم کرنے کیلئے کر رہے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے یہ شخص پاگل ہو گیا ہو، بلکہ اس کلام ایسی دسیسہ کاری ہے جو اس کے خبث باطن پر دلالت کرتی ہے، یا ہو سکتا ہے کہ اس سے ایسی باتیں کہلوائی جاتی ہوں، کیونکہ ایسی باتیں ایک عامی شخص کہہ بھی نہیں سکتا۔

کیونکہ مسلمان جہاد کرتے ہیں اور اعدائے اسلام سے لڑائی کرتے ہیں دین اسلام کی خاطر، ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾[آل عمران:۸۵]۔

ترجمہ: اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾[فصلت:۳۳]۔

ترجمہ: اور بات کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ بے شک میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾

[البقرہ:۱۲۰]۔

ترجمہ: اور تجھ سے یہودی ہرگز راضی نہ ہوں گے اور نہ نصاریٰ، یہاں تک کہ تو ان کی ملت کی پیروی کرے۔کہہ دے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔اور اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس علم کے بعد جو تیرے پاس آیا ہے، تو تیرے لیے اللہ سے (چھڑانے میں) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔

یہودی کبھی تم سے راضی نہیں ہوسکتے، اگرچہ تم اپنی زمین ان کے حوالے کردو، جب تک کہ تم ان کے دین وملت کی پیروی نہ کرنے لگو، وہ تم سے محبت نہیں کرسکتے، سو اس طرح کی بات کرنا' گناہ کبیرہ ہے، بلکہ بہت بڑا جرم اور کھلی گمراہی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [المائدۃ:۵۱]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو یقیناوہ ان میں سے ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ﴾ [آل عمران:۲۸]۔

ترجمہ: ایمان والے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں مگر یہ کہ تم ان سے بچو، کسی طرح بچنا اور اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

جہاد اور کفار سے لڑائی دعوت دین کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ زمین کی خاطر، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عن ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ، قَالَ لَهُ: "إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ تَعَالَى فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ، فَإِذَا صَلَّوْا، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ، فَتُرَدُّ عَلَى فَقِيرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوا بِذَلِكَ، فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ". (صحیح بخاری: ۷۳۷۲)۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جارہے ہو۔ اس لیے سب سے پہلے انہیں اس کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کو ایک مانیں (اور میری رسالت کو مانیں) جب وہ اسے سمجھ لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ نے ایک دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں کو لوٹا دی جائے گی۔ جب وہ اس کا بھی اقرار کرلیں تو ان سے زکوٰۃ لینا اور لوگوں کے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي

سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾[التوبہ:۲۴]۔

ترجمہ: کہہ دوا گر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا خاندان اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور رہنے کے مکانات، جنھیں تم پسند کرتے ہو، تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

جہاد کرتے ہیں تا کہ لوگ اسلام قبول کریں، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ، حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي، دِمَاءَهُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ".(صحیح مسلم:۲۱)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور ایمان لائیں مجھ پر (کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں) اور اس پر جس کو میں لے کر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جن کو میں لایا) جب وہ ایسا کریں گے تو انھوں نے مجھ سے بچا لیا اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔“

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:”وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ

مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ، فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوكَ، فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ، فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللَّهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ، فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا، فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ"۔(صحیح مسلم:۱۷۳۱)۔

ترجمہ: اور جب اپنے دشمن سے ملے مشرکوں سے تو بُلا ان کو تین باتوں کی طرف، پھر ان تین باتوں میں سے جو مان لیں تو بھی قبول کر اور باز رہ ان سے (یعنی ان کو مارنے اور لوٹنے سے) پھر بلا ان کو اسلام کی طرف (یہ ایک بات ہوئی ان تین میں سے) اگر وہ مان لیں تو قبول کر اور باز رہ ان سے، پھر بُلا ان کو اپنے ملک سے نکل کر مہاجرین مسلمانوں کے ملک میں آنے کے لیے اور کہہ دے ان سے اگر وہ ایسا کریں گے تو جو مہاجرین کے لیے ہے وہ ان کے لئے بھی ہوگا اور جو مہاجرین پر ہے وہ ان پر بھی ہوگا (یعنی نفع اور نقصان دونوں میں مہاجرین کی مثل ہوں گے) اگر وہ اپنے ملک سے نکلنا منظور نہ کریں تو کہہ دے ان سے وہ جنگلی مسلمانوں کی طرح رہیں اور جو اللہ کا حکم مسلمانوں پر چلتا ہے وہ ان پر بھی چلے گا اور ان کو لوٹ اور صلح کے مال سے کچھ نہیں ملے گا پر جس صورت میں وہ مسلمانوں کے ساتھ لڑیں (کافروں سے تو حصہ ملے گا) اگر وہ

اسلام لانے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ (محصول ٹیکس) مانگ۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کریں تو مان لے اور باز رہ ان سے، اگر وہ جزیہ بھی نہ تو اللہ سے مدد مانگ اور لڑ ان سے۔

دعوت دین اور جہاد کا مقصد دین اسلام اور کلمہ لاالہ الااللہ کی سربلندی ہے، لوگوں کی اصلاح اور شرک وکفر کا خاتمہ ہے، ایک مسلمان مال اور زمین حاصل کرنے کیلئے جہاد نہیں کرتا ہے، گرچہ زمین بچانے کیلئے لڑائی کرنا جائز ہے خواہ اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

یہ انسان (قرضاوی) ہمیں بصیرت سے عاری لگتا ہے، ہم اخوانیوں کے ایک ایک سرغنہ کا پیچھا کریں گے، ان کے مریدوں اور راندھ بھکتوں سے ہم نہیں الجھنے والے، جو سمندر کے جھاگ کے مانند ہیں خواہ یہ اخبارات اور سوشل میڈیا میں میرے خلاف کچھ بھی بکواس کریں۔

شاتمني عبد بني مسمع ... فصنت منه النّفس والعرضا

ولم أجبه لاحتقاري له ... من ذا يعضّ الكلب إن عضّا

ترجمہ: بنو مسمع کا غلام مجھے گالی دیتا ہے، اور میں اسے نظرانداز کرکے اپنی عزت نفس اور آبرو کی حفاظت کرتا ہوں۔ حقارت کی وجہ سے میں اسے جواب نہیں دیتا، کتا اگر کاٹ لے تو اسے ردعمل میں کون کاٹتا ہے۔

سوائے زید شامی! تیری بات تو فضول اور بکواس ہے، تم جیسے اشتراکی کے منہ مجھے نہیں لگنا ہے۔

ہمیں تو ایک زمانہ ہوا کمیونسٹوں کو پہچانے ہوئے، ہم ان سے بڑی صراحت سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ نہیں، ہم تو تم سے اللہ واسطے براءت ظاہر کرتے ہیں، اور

تمہیں ہم اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ کفر والحاد سے تائب ہوجاؤ، توبہ تمہارے ماقبل کے گناہ کو مٹا دے گا، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ [طہ: ۸۲]

ترجمہ: ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

ہم اشتراکیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم اس کمیونسٹ پارٹی کو چھوڑ کر اسلام کے دامن میں آجاؤ، اور علی عبد اللہ سے کہوں گا کہ انکے ساتھ خاطر مدارات اور نرمی کرنے کے بجائے ان پر سختی کرو، یہ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔

اور باقی مسلمانوں سے کہوں گا کہ حزبیت کے قریب مت جاؤ، اور جو چلے گئے ہوا سے چھوڑ دو، توبہ کرلو اور تعلیم میں مشغول ہوجاؤ۔

میں پوچھتا ہوں کہ اے زندانی! تمہارے ہاتھ پر کتنے بچے فارغ ہوئے؟!

اے عبدالمجید ریمی! تمہارے ہاتھ پر کتنے بچے فارغ ہوئے؟!

اے محمد مہدی کذاب! تمہارے ہاتھ پر کتنے بچے فارغ ہوئے؟!

ہم حزبیت سے براءت کا اظہار کر کے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور اللہ کے حزب میں شامل ہوتے ہیں۔

اور جو میرے تعلق سے یہ کہتا ہے کہ جنت میں وہی جائے گا جو دماج میں تعلیم حاصل کرتا ہے، تو وہ جھوٹا ہے۔

قرضاوی نے اپنی کسی کتاب میں کہا ہے کہ اسلامی جماعتیں مسلمانوں کیلئے اسپتال کی طرح ہیں، میں کہتا ہوں کہ تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ پارٹیوں اور جماعتوں کی تشکیل کیلئے پلاننگ امریکہ اور اعدائے اسلام نے بنایا ہے، آخر انکی کیا مصلحت ہے کہ

انتخابات کے وقت وہ ہماری کروڑوں ڈالر میں مدد کرتے ہیں۔

اے ''فقہ الزکاۃ'' کے مصنف! میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ تعدد جماعات پر ایک بھی دلیل پیش کردو، اور میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

آپ ﷺ نے جماعت کہا ہے نہ کہ جماعات، اور مزید فرمایا کہ اگر تمہارا امام اور جماعت نہ ہو۔ جماعت کہا نہ کہ جماعات۔ اسی طرح فرمایا کہ جو طاعت سے نکل جائے اور جماعت کو چھوڑ دے۔ یہاں بھی جماعت کہا نہ کہ جماعات، اسی طرح ایک جگہ فرمایا کہ جس جماعت کو ایک بالشت بھی چھوڑ کر مر جائے اسکی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

یہاں بھی جماعت کہا نہ کہ جماعات۔ میں کہتا ہوں کہ تم ایک بھی دلیل لے آؤ جس میں جماعات کا ذکر ہو۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ [آل عمران:۱۰۳]۔

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ [الأنعام:۱۵۹]۔

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین کو جدا جدا کرلیا اور کئی گروہ بن گئے، تو کسی چیز میں بھی ان سے نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے حوالے ہے، پھر وہ انھیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا

تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[الأنعام:١٥٣]۔

ترجمہ: اور یہ کہ یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہ ہے جس کا تاکیدی حکم اس نے تمھیں دیا ہے، تاکہ تم بچ جاؤ۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾[الأنبياء:٩٢]۔

ترجمہ: بے شک یہ ہے تمھاری امت جو ایک ہی امت ہے اور میں ہی تمھارا رب ہوں، سومیری عبادت کرو۔

حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ".(صحیح بخاری: ۴۸۱)۔

ترجمہ: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا

اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى". (صحیح مسلم:۲۵۸۶)۔

ترجمہ: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومنوں کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت میں ایسی ہے جیسے ایک بدن کی (یعنی سب مؤمن مل کر ایک قالب کی طرح ہیں) بدن میں جب کوئی عضو درد کرتا ہے تو سارا بدن اس میں شریک ہو جاتا ہ، ے نیند نہیں آتی، بخار آجاتا ہے۔" (اسی طرح ایک مؤمن پر آفت آئے خصوصاً وہ آفت جو کافروں کی طرف سے پہنچے تو سب مومنوں کو بے چین ہونا چاہیے اور اس کا علاج کرنا چاہیے)۔

یوسف قرضاوی پر پابندی عائد کی جائے جب تک کہ کوئی ماہر نفسیات جانچ نہ کر لے، لگتا ہے اعدائے اسلام نے اس کا برین واش کر دیا ہے، اسی طرح عبدالمجید زندانی پر بھی پابندی عائد ہونی چاہئے، یہاں تک کہ بکواس کرنے سے باز آجائیں۔ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

وغير تقى يامر الناس بالتقى

طبيب يداوى والطبيب مريض

ترجمہ: جو خود متقی نہیں ہے وہ دوسروں کو تقوی کی دعوت دیتا ہے، طبیب علاج کر رہا ہے اور وہ خود بیمار ہے۔ جب یہ خود مریض ہیں تو دوسروں کو علاج کیسے کریں گے؟

زندانی لوگوں کو زہد وورع کا حکم دیتا ہے جب کہ وہ دنیا کی تجارت میں مشغول ہے، بھئی تمہارا زہد کہاں ہے؟ لوگوں کو جہاد کا حکم دیتا ہے جبکہ خود دنیا طلبی میں مشغول ہے، یہی دین کے نام پر ڈاکہ ہے، سوئیزرلینڈ اور بیرونی ملکوں کے بینکوں میں ہوتے ہوئے پیسے جمع کر رکھے ہیں۔

اہل سنت والجماعہ کے علماء! تم اللہ کا شکرادا کرو، سب لوگ ایکسپوز ہو چکے ہیں، لوگ تمہیں بھی اب پہچان چکے ہیں، تمہاری سچائی اور دعوت کی حقانیت جان چکے ہیں، تمہارے اخلاص اور دعوت کو پہچان چکے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ لوگوں سے کسی چیز کے طلبگارنہیں، اس پرتم اللہ کا شکرادا کرو، اور دنیا طلبی سے دور رہ کر حقیقی زہد وورع اختیار کرو۔

عایض مسمار کی ''زیط وزرامیط'' نامی ایک کتاب ہے، جس میں مولف نے اخوان المسلمون کی حالت بیان کی ہے، اور کہا کہ ان کی مثال اس عورت کی طرح ہے جو کھانا ہمیشہ ایک سوئی کے نوک پر کھاتی تھی، اسکا شوہر تعجب کرتا تھا کی آخر یہ کیسے سوئی کے نوک پر کھاتی ہے؟! ایک دن اس نے اسے کھانا دیا اور کھانے اور چمڑے کے درمیان کوئی چیز رکھ کر توڑ دیا، اور اسکے درمیان سالن رکھ دیا، پھر وہ کھانے لگی اور چمڑا اسکے درمیان تھا کہ ایک چھوٹا سا چوہا گرگیا اور اسے بھی وہ کھا گئی، وہ کھا ہی رہی تھی کہ چوہا چیخنے لگا: زیط زیط، تو اس نے کہا: زیط وزرامیط۔

سوال ۲: ایک امریکی صحافیہ نے قرضاوی سے سوال کیا کہ عالم اسلام اور مغرب کے درمیان کیا تعلق ہے؟

تو قرضاوی نے جواب دیتے ہوئے مغرب سے کئی مطالبات کئے: مغرب اسلام کے حق وجود کو تسلیم کرے اور مسلمانوں کے وجود کو تسلیم کرے تا کہ وہ اپنے اسلام کے ساتھ رہیں، اور مغرب یہ بھی تسلیم کرے کہ زندگی میں ایک سے زائد ادیان کی بھی گنجائش ہے، بلکہ ایک سے زائد تہذیب اور ثقافت کی بھی گنجائش ہے، پھر ان مطالبات کے بعد کہا: یہ تنوع نوع انسانی کی مصلحت میں ہے، نہ کہ اسکے خلاف، یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایک دین یا کوئی ایک تہذیب پوری دنیا پر نافذ کر دیا جائے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ تعدد ادیان اور تعدد تہذیب وثقافت میں کوئی حرج نہیں ہے، اور آپسی تعلقات گفتگو پر مبنی ہونہ

کہ لڑائی جھگڑا پر۔ (الاسلام والغرب، مع یوسف قرضاوی) نامی کتاب سے ایک اقتباس۔
یہ کتاب دراصل ایک انٹرویو پر مشتمل ہے جس میں ایک انٹرویو صحافی حسن علی زبا کی ہے اور دوانٹرویو اسی امریکی صحافیہ دیویز کی ہے، آپ اس پر کیا تبصرہ کریں گے؟

جواب: الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، وبعد:
کتاب کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ یہ وہ شخص ہے جو اسلام کا سودا کرتا ہے، اسلام کو تنقید کا نشانہ بنانے کا موقع فراہم کرتا ہے، اسلام کی سربلندی اور غلبے کو پس پشت ڈالتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾ [النساء: ۱۳۸، ۱۳۹]۔

ترجمہ: منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب یقینی ہے، جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ﴾ [فاطر: ۱۰]۔

ترجمہ: جو شخص عزت چاہتا ہو سو عزت سب اللہ ہی کے لیے ہے۔ اسی کی طرف ہر پاکیزہ بات چڑھتی ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی خفیہ تدبیر کرتے ہیں ان کے لیے بہت سخت عذاب ہے اور ان لوگوں کی خفیہ تدبیر ہی برباد ہوگی۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ

﴿الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [المنافقون:۸]۔

ترجمہ: عزت تو صرف اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

یوسف قرضاوی کا معاملہ شروع میں ٹھیک تھا، جیسا مجذوب کی کتاب "علماء ومفکرون عرفتھم" میں اسکی سوانح سے پتہ چلتا ہے، لیکن اب اسلام ہی پر طعن کرنے لگا ہے، کلیۃ الایمان پر ہم نے تین کیسٹوں میں بات کی ہے، اور قرضاوی پر رد سے فارغ ہونے کے بعد ان شاء اللہ ایک بہت ہی خطرناک انسان پر رد کریں گے جو کہ اخوان المفلسون کا بہت ہی خطرناک رکن ہے، اسکا نام صلاح صاوی ہے، اسکا نام" الکاوی لدماغ صلاح الصاوی" ہوگا۔

اور جہاں تک قرضاوی کا تعلق ہے تو یہ ایسی بات کرتا ہے جس سے کسی ملحد، کسی زندیق یا کسی یہودی یا کسی نصرانی کو تسلی مل جائے، اور مسلمانوں کی نفرت قرضاوی سے بڑھ جائے۔

کچھ لوگ ایسے پائے گئے ہیں جو یہ پسند نہیں کرتے کہ سنت رسول ﷺ عام ہو، اور یہ کہ اسکا دفاع کیا جائے، یہ اپنے باطل کے دفاع میں جان دے دیتے ہیں، میں اس مناسبت سے ایک حدیث یاد دلاؤں گا چنانچہ ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا عَشَرَةً مِنْ أَهْلِ الشَّأْمِ حَتَّى أَتَيْنَا مَكَّةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَتَيْنَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ فِي أَمْرِهِ وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَلَيْسَ بِالدِّينَارِ وَلَا بِالدِّرْهَمِ وَلَكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ وَمَنْ

خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللَّهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ"۔[مسند أحمد: ۵۳۸۴، سنن ابی داود: ۳۵۹۷]

ترجمہ: یحییٰ بن راشد کہتے ہیں کہ ہم دس آدمی اہل شام میں سے حج کے ارادے سے نکلے اور مکہ مکرمہ پہنچے پھر ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے وہ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کی سفارش اللہ کی مقرر کردہ کسی سزا کے درمیان حائل ہو جائے تو گویا اس نے اللہ کے ساتھ ضد کی جو شخص مقروض ہو کر مرگیا تو اس کا قرض درہم و دینار سے نہیں نیکیوں اور گناہوں سے ادا کیا جائے گا جو شخص غلطی پر ہو کر جھگڑا کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو غلطی پر سمجھتا بھی ہے تو وہ اس وقت تک اللہ کی ناراضگی میں رہتا ہے جب تک اس معاملے سے پیچھے نہیں ہٹ جاتا اور جو شخص کسی مسلمان کے متعلق کوئی ایسی بات کہتا ہے جو اس میں نہیں ہے اللہ اسے اہل جہنم کی پیپ کے مقام پر ٹھہرائے گا یہاں تک کہ وہ بات کہنے سے باز آجائے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [التوبہ: ۶۷]۔

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں، ان کے بعض بعض سے ہیں، وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے تو اس نے انھیں بھلا دیا۔ یقینا منافق لوگ ہی نافرمان ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [المائدہ: ۲]۔

ترجمہ: اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

ہمارے اور اخوان المسلمون کے درمیان جو اختلاف ہے اسے کوئی حکومت ختم نہیں کرسکتی ہے، اور نہ ہی کسی قبیلے کا کوئی شیخ ختم کرسکتا ہے، یہ صرف علمائے راسخین ہی ختم کرسکتے ہیں، وہی کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلہ کرسکتے ہیں، ورنہ حکومت نے علی السمان اور عبدالرحمن العماد کو بھیجا تھا، اور ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ تھے، تاکہ میرے اور اہل صعدہ کے درمیان صلح ہوجائے، صلح تو وہ کروا نہ سکے البتہ یہ فیصلہ ضرور صادر کردئیے کہ کوئی کسی کے خلاف بات نہیں کرے گا۔

میں نے سب کے سامنے کہا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، اور وہی ہوا کہ اہل صعدہ میرے خلاف بول رہے ہیں اور میں انکے خلاف، اور الحمدللہ میں نے حجت ودلیل سے انہیں زیر کردیا۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ ان امور میں حکومت کو مداخلت کیلئے کہا جائے، اور اہل سنت والجماعہ مسلمانوں کو حزبی بنایا جائے، اور جو شوافع ہیں انہیں زیدی بنایا جائے، اور زیدی کو شافعی بنایا جائے، امام یحی کی حکومت ضالع تک ہے اور وہاں کا گورنر ایک کٹر شیعہ ہے، لوگوں نے اسکی سب سے پہلی آواز جوسنی وہ یہ تھی: حی علی خیر العمل، اور آپ کو معلوم ہے کہ اہل سنت والجماعہ ہوں یا شوافع وہ ذبح ہوجانا پسند کرلیں گے مگر یہ بدعت گوارا نہیں کریں گے۔

پھر یہی ہوا کہ برطانیہ سے ساز باز کرلی اور اس نے اپنے جنگی جہازوں کو بھیج دیا اور شہروں پر بمباری کی گئی۔ آپ صنعاء تک نہیں پہونچ سکتے تھے، کیونکہ اس وقت سڑکوں سے جانا ہوتا تھا، جہاز اس تعداد میں نہیں پائے جاتے تھے۔

زندانی عورتوں کے پروگراموں میں شامل ہوتا ہے، وہاں پر نصرانی عورتوں سے مصافحہ کرتا ہے، آخر وہ توبہ کر کے اہل سنت والجماعہ ہونے کا اعلان کیوں نہیں کرتا؟! ہم اپنی پیروی کرنے کا حکم نہیں دیتے، بلکہ ہم سنت رسول کی پیروی کا حکم دیتے ہیں۔ کیونکہ سنت کی مخالفت کرنے والوں کیلئے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "**وجُعِلَ الذِّلةُ والصغارُ على مَن خالَفَ أمْري**". [مسند أحمد: ۵۶۶۷ وحسنہ الألبانی]۔

میری کیسٹیں حرمین تک پہونچ چکی ہیں اور وہ مشائخ جو تمہیں سنی سمجھتے تھے اب ان پر تمہاری حقیقت کھل جائے گی، اور اب میری یہ کیسٹیں امریکہ، برطانیہ، امارات اور ہر جگہ پہونچیں گی، اس لئے قبل اسکے کہ تمہاری رسوائی ہو اللہ سے توبہ کرلو، اور عورتوں کے ذریعے اپنی سیکورٹی ختم کرو، میں بڑی صراحت سے کہتا ہوں کہ الصحوہ نامی چینل جھوٹا ہے، کیونکہ اس نے میری اس بات کو جھٹلائی ہے جسے میں نے کہی تھی کہ ایک عورت زندانی کے تحفظ میں لگائی گئی ہے، اس چینل نے کہا یہ بات جھوٹ ہے، میں اس مسئلے میں اُن خواتین سے صراحت چاہتا ہوں جو وہاں حاضر تھیں کہ وہ اقرار کریں کہ عبدالمجید جھوٹا ہے، ورنہ وہ یہ خبر پھیلائیں کہ عبدالمجید نے توبہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ: میں اب اللہ تعالیٰ سے عورتوں کو سیکورٹی رکھنے کے معاملے میں توبہ کرتا ہوں۔

ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَهِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً، فَقَالَ: "**لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ**"، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سِلَاحٍ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا جَاءَ

بِكَ؟ قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَامَ۔ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ فَقُلْنَا مَنْ هَذَا. (صحیح مسلم:۲۴۱۰)۔

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے زمانے میں ایک رات آپ ﷺ جاگتے رہے (یعنی آپ ﷺ کو نیند نہیں آئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی ایسا نیک بخت آدمی ہوتا جو رات بھر میری حفاظت کرتا۔" ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" عرض کیا: سعد بن ابی وقاص! رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "تم کیوں آئے؟"، وہ بولے: مجھے ڈر ہوا رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر، تو میں آپ کی حفاظت کے لئے بھاگا چلا آیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، پھر سو گئے۔ اور ابن رمح کی روایت میں ہے کہ ہم نے کہا: یہ کون ہے؟

میں پوچھتا ہوں کہ زندانی کیلئے بہتر کیا تھا، آیا وہ قلم کاپی لیکر وادعی پر رد لکھتا یا پھر قبائل کے شیوخ کے پاس جا جا کر فریادیں کرتا؟ میں کہتا ہوں کہ تم میرے خلاف کتاب لکھو نام میں دیتا ہوں۔

مسئلہ یہ ہیکہ میں انہیں کتاب وسنت کی طرف بلاتا ہوں اور یہ حزبیت کی طرف۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ [النساء:۵۹]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

کتنے طلبہ اب اسکے مدرسے کلیۃ الایمان کو ترک کر چکے ہیں، اور کچھ چھوڑنے کی تیاری میں ہیں کیونکہ انہیں ان کی حقیقت کا علم ہو گیا ہے۔

*قرضاوی کے سابق کلام پر رد:

قرضاوی نے کہا کہ ایک ہی معاشرے میں کوئی یہودی ہو، کوئی نصرانی ہو، کوئی بدھسٹ ہو کوئی ملحد ہو، یہ انسانیت کی مصلحت میں ہے، میں کہتا ہوں کہ قرضاوی-قرض اللہ لسانک- آخر اللہ کا یہ قول تمہیں یاد کیوں نہیں آیا: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [آل عمران: ۸۵]۔

ترجمہ: اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔

اسی طرح اللہ کا یہ قول: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [البقرہ: ۱۹۳]۔

ترجمہ: ان سے لڑو، یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر کوئی زیادتی نہیں۔

اسی طرح حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ، حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا

جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي، دِمَاءَهُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ".(صحیح مسلم:۲۱)۔

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور ایمان لائیں مجھ پر (کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں) اور اس پر جس کو میں لے کر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جن کو میں لایا) جب وہ ایسا کریں گے تو انہوں نے مجھ سے بچا لیا اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔“

روم وایران کے تخت وتاج کو ختم کرنے والی فوجوں کے بارے میں قرضاوی کا کیا خیال ہے؟ کیا اس وقت مسلمان غلطی پر تھے قرضاوی صاحب؟ آخر انہوں نے جہاد کیوں کیا؟ اسلام کو پھیلانے کیلئے۔

رسول اللہ ﷺ جب کسی فوج کو بھیجتے تو حکم دیتے کہ لوگوں کو حکم دیں کہ تین امور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوگا: اسلام، جزیہ یا جنگ۔

قرضاوی کس قدر خسارے کا سودا کر رہا ہے!

میں سوال کرتا ہوں کہ اگر تم یہ فتوی دیتے ہو کہ ایک سے زائد دین کے ماننے والوں کیلئے معاشرہ میں گنجائش ہے، پھر شیخ ابن باز رحمہ اللہ کو برا بھلا کیوں بک رہے تھے جب آپ نے یہود کے ساتھ معاہدہ کے جواز کا فتوی دیا تھا؟ ایک طرف تنازلات کی کمی نہیں ہے، دوسری طرف سختی ہی سختی، مطلب دین اسلام کا ٹھیکہ تم لوگوں نے لے رکھا ہے کہ جو تمہارے پسند میں ہو وہی سب پر تھوپتے رہو۔

سوال ۳: یہاں پر کچھ شبہات ہیں:

پہلا شبہہ: قرضاوی نے اپنی کتاب "الحلا ل والحرام" کے اندر ص ۲۷۰ پر اہل کتاب پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ ان سے محبت کرنا، انکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان سے معاہدہ کرنا اور ان کے معاشرے میں رہنا ہمارے لئے مشروع ہے، اسی طرح قرضاوی نے اسی مسئلے یعنی ایک مسلم کا غیر مسلم سے تعلق کو لیکر کئی شبہات ابھارے ہیں، جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [الممتحنہ:۸،۹]۔

ترجمہ: اللہ تمھیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جنھوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور نہ تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تو تمھیں انھی لوگوں سے منع کرتا ہے جنھوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا اور تمھارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی کہ تم ان سے دوستی کرو۔ اور جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں اہل کتاب کے متعلق ایک جامع ترین دستور بیان فرمایا ہے۔

ہم آپ سے اس کا جواب چاہتے ہیں؟

جواب: جی ہاں یہ آیت اس مسئلے میں بہت ہی جامع ہے، اسی طرح ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي؟، قَالَ: "نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ".(صحیح مسلم:۱۰۰۳)۔

ترجمہ: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی میری ماں آئی ہے اور مشرکہ ہے جس زمانہ میں کہ آپ ﷺ نے قریش مکہ سے صلح کی تھی پھر کیا میں اس سے احسان کروں آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں احسان کرو اپنی ماں سے۔"

اسی طرح والدین کے تعلق سے اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾[لقمان:۱۵]۔

ترجمہ: اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کے ساتھ رہ اور اس شخص کے راستے پر چل جو میری طرف رجوع کرتا ہے، پھر میری ہی طرف تمھیں لوٹ کر آنا ہے، تو میں تمھیں بتاؤں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

اسکے علاوہ بہت ساری آیتیں ہیں جو کفار سے قلبی محبت سے منع کرتی ہیں جیسے کہ یہ آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[التوبہ:۲۳]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ،

اگروہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [المجادلہ:۲۲]۔

ترجمہ: تو ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان۔ یہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اس نے ایمان لکھ دیا ہے اور انھیں اپنی طرف سے ایک روح کے ساتھ قوت بخشی ہے اور انھیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں، یاد رکھو! یقینا اللہ کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

آخر ان آیتوں سے غلط استدلال کرنا کہاں تک صحیح ہے؟! پھر یہ کہ کیا کفار کبھی مسلمانوں کے دوست ہوسکتے ہیں؟! وہ تو اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہیں، اندلس سے ختم کر دیا، فلپین سے ختم کر دیا، بوسنیا اور ہرزے گوئینا سے ختم کر دیا، اب تو اسلام کے قلعے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، بہت ساری حکومتیں علماء کو دعوت دینے سے منع کرتی ہیں، یہ دراصل کفار کی طرف سے مسلط ہیں، کیونکہ یہ صحیح اسلام سے خائف ہیں، انہیں

حزبی عالم اور داعی چاہیئے جو انکے حساب سے اسلام کی تشریح کرے۔

دوسرا شبہہ: قرضاوی نے کہا کہ یہود ونصاریٰ کو قرآن میں ''یااھل الکتاب'' کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے، جس سے یہ بتانا مقصد ہیکہ یہ آسمانی کتابوں والے ہیں، انکے اور مسلمانوں کے درمیان قرابت اور صلہ رحمی ہے، جو اس دین واحد میں مضمر ہے جسے دیگر تمام انبیاء کو مبعوث کیا گیا ہے۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ کیا تمہیں یہ آیت نہیں دکھائی دی، جس میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبۡنِ مَرۡيَمَۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعۡتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوۡنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُۚ لَبِئۡسَ مَا كَانُوا يَفۡعَلُونَ﴾ [المائدہ:۷۸، ۷۹]۔

ترجمہ: وہ لوگ جنھوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا، ان پر داؤد اور مسیح ابن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو کسی برائی سے، جو انھوں نے کی ہوتی، روکتے نہ تھے، بے شک برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اسی طرح اللہ کا یہ قول: ﴿صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾ [الفاتحہ:۷]۔

ترجمہ: ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، جن پر نہ غصہ کیا گیا اور نہ وہ گمراہ ہیں۔

ابن ابی حاتم نے اجماع نقل کیا ہے کہ مغضوب علیھم سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔

اسی طرح اللہ کا یہ قول: ﴿وَقَالَتِ ٱلۡيَهُودُ عُزَيۡرٌ ٱبۡنُ ٱللَّهِ وَقَالَتِ

النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾[التوبہ:۳۰]۔

ترجمہ: اور یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کا اپنے مونہوں کا کہنا ہے، وہ ان لوگوں کی بات کی مشابہت کر رہے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا۔ اللہ انھیں مارے، کدھر بہکائے جارہے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ایسے محتمل الفاظ اور جملوں کے ذریعے لوگوں کو کیوں بیوقوف بناتے ہو، یہ کیوں نہیں کہتے کہ جنہیں اہل کتاب کہا گیا ہے انہی ہی قرآن کے اندر لعنتیں بھیجی گئی ہیں، انہیں عذاب کی دھمکیاں دی گئی ہیں، انہیں بندر اور خنزیر کہا گیا ہے، اسکے باوجود تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو، اور سمجھتے ہو کہ تمہاری یہ بات لوگ مان لیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں، یہ باتیں تمہارے لئے عار ثابت ہوں گی۔

تیسرا شبہہ: کہتے ہیں کہ اہل کتاب جب قرآن کو پڑھتے ہیں تو اپنے کتابوں، رسولوں اور نبیوں کی مدح وستائش پاتے ہیں۔

جواب: جی ہاں، وہ ضرور یہ آیتیں پڑھتے ہوں گے:

ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾[آل عمران:۷۸]۔

ترجمہ: اور بے شک ان میں سے یقینا کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب (پڑھنے) کے ساتھ اپنی زبانیں مروڑتے ہیں، تاکہ تم اسے کتاب میں سے سمجھو، حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں اور اللہ پر

جھوٹ کہتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾[البقرہ:۷۵]۔

ترجمہ: تو کیا تم طمع رکھتے ہو کہ وہ تمھارے لیے ایمان لے آئیں گے، حالانکہ یقیناً ان میں سے کچھ لوگ ہمیشہ ایسے چلے آئے ہیں جو اللہ کا کلام سنتے ہیں، پھر اسے بدل ڈالتے ہیں، اس کے بعد کہ اسے سمجھ چکے ہوتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾[التوبہ:۳۴]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سے عالم اور درویش یقیناً لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تعریف ہے؟ تعریف ہے مگر اس تورات کی جو محرف نہیں تھا، اس انجیل کی جو محرف نہیں تھا، مگر جب دونوں میں تحریف آ گئی تو اب ہمارا اس پر ایمان نہیں ہے، ہاں ہم مجمل ایمان رکھتے ہیں، تفصیلی نہیں، حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَهْدُوكُمْ وَقَدْ ضَلُّوا

فَإِنَّكُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوا بِبَاطِلٍ أَوْ تُكَذِّبُوا بِحَقٍّ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي"۔[مسند أحمد:۱۴۶۳۱]

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق مت پوچھا کرو اس لئے کہ وہ تمہیں صحیح راستہ کبھی نہیں دکھائیں گے کیونکہ وہ تو خود گمراہ ہیں اب یا تو تم کسی غلط بات کی تصدیق کر بیٹھو گے یا کسی حق بات کی تکذیب کر جاؤ گے اور یوں بھی اگر تمہارے درمیان حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میری اتباع کے علاوہ انہیں کوئی چارہ نہ ہوتا۔

کیا قرضاوی کو نہیں معلوم کہ اہل کتاب نے اپنے دین کو تحریف شدہ بنا دیا ہے، اور انکا دین منسوخ ہو چکا ہے اور انکی تقلید کرنے پر وعید آئی ہے؟ جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آلْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى، قَالَ: فَمَنْ".(صحیح مسلم:۲۶۶۹)۔

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "البتہ تم چلو گے اگلی امتوں کی راہوں پر (یعنی گناہوں میں اور دین کی مخالفت میں نہ یہ کہ کفر کرو گے) بالشت برابر بالشت کے اور ہاتھ برابر ہاتھ کے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسیں تم بھی ان کے ساتھ گھسو گے۔" ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگلی امتوں سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اور کون ہیں؟"

اور اختلاف کو برداشت کرنے اور رحمت کہنے والے سے میرا سوال ہیکہ کیا اختلاف

محمود ہے یا مذموم، حدیث کے اندر تو اس کی مذمت آئی ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي"۔ (سنن ترمذی: ۲۶۴۱)۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے ساتھ ہو بہو وہی صورت حال پیش آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آچکی ہے، (یعنی مماثلت میں دونوں برابر ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو اس فعل شنیع کا مرتکب ہوگا، بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے"۔

یہ مشرک اور گمراہ نصاری جو کبھی عیسی کو خدا کہتے ہیں کبھی اسکا بیٹا اور کبھی تین میں سے ایک، اسکے باوجود یہ بندہ کہتا ہے کہ اللہ نے انکی تعریف کی ہے، تعریف انکی کی گئی ہے جو ان میں اہل توحید تھے، جو ان میں انبیاء گزرے ہیں، لیکن جو مشرک اور کافر تھے، جنہوں

نے تحریف کیا، انکی تعریف کہیں نہیں ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ".(صحیح مسلم:۱۵۳)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔ (یعنی قرآن) تو جہنم میں جائے گا۔“

ایک مومن کا موجودہ اہل کتاب کے بارے میں یہی عقیدہ ہے کہ وہ جہنمی ہیں جب تک اسلام قبول نہیں کرلیتے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾[البینہ:٦]۔

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنھوں نے اہل کتاب اور مشرکین میں سے کفر کیا، جہنم کی آگ میں ہوں گے، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی لوگ مخلوق میں سب سے برے ہیں۔

چوتھا شبہہ: کہتے ہیں کہ اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب اہل کتاب سے مناظرہ اور بحث ومباحثہ کریں، تو ایسے جھگڑے لڑائی سے پرہیز کریں جس سے دلوں میں نفرت

اور آپسی دشمنی پیدا ہو، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ﴾ [العنکبوت: ۴۶]۔

ترجمہ: اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو۔

جواب: یہ صرف اسی وقت تک کہ بات ہے جب ان سے مناظرہ اور علمی مباحثہ ہو، ورنہ اللہ نے انکی سختی سے مذمت کی ہے۔

پانچواں شبہہ: اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کو جائز کہا ہے حتی کہ انکے ذبیحہ کو بھی حلال کیا ہے، اسی طرح ان سے شادی کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے اور بیوی سے محبت اور سکون ملتا ہے۔

اس شبہے کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ یہ عام اہل کتاب کی بات ہے اور نصاری کے ساتھ خاص ہے، اللہ نے انہیں مومنوں کے دلوں سے قریب تر بتایا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ [المائدہ: ۸۲]۔

ترجمہ: یقینا تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، سب لوگوں سے زیادہ سخت عداوت رکھنے والے یہود کو اور ان لوگوں کو پائے گا جنھوں نے شریک بنائے ہیں اور یقینا تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، ان میں سے دوستی میں سب سے قریب ان کو پائے گا جنھوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ بے شک ان میں علماء اور راہب ہیں اور اس لیے کہ بے شک وہ تکبر نہیں کرتے۔

جواب: یہ دراصل اُن نصاری کے بارے میں ہے، جو اسلام قبول کر لیتے ہیں جیسے کہ

اہل حبشہ جو نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر رو رہے تھے، اور اسلام قبول کیا تھا، اور جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ نے اور صحابہ نے نجاشی کی تعریف کی ہے، اور اسکا جنازہ بھی پڑھا ہے، کیوں کہ وہ بھی مسلمان ہوگیا تھا، اور اسی طرح وہ نصاری بھی جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، جنکے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ [المائدہ: ۸۲]۔

ترجمہ: یہ اس لیے کہ بے شک ان میں علماء اور راہب ہیں اور اس لیے کہ بے شک وہ تکبر نہیں کرتے۔

سوال ۴: قرضاوی نے بعض ایسی آیتوں کا ذکر کیا ہے جو غیر مسلموں سے دوستی کرنے سے روکتی ہیں جیسے کہ اللہ تعالی کا یہ قول: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ﴾ [المائدہ: ۵۱، ۵۲]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ ان میں سے ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ پس تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں ایک بیماری ہے کہ وہ دوڑ کر ان میں جاتے ہیں، کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہمیں کوئی چکر آ پہنچے، تو قریب ہے کہ اللہ فتح لے آئے، یا اپنے پاس سے کوئی اور معاملہ تو وہ اس پر جو انھوں نے اپنے دلوں میں چھپایا تھا، پشیمان ہو جائیں۔

اسکے بعد قرضاوی نے کہا کہ یہ آیتیں ان لوگوں کے بارے میں ہے جو حربی کافر ہیں، ایسے کافروں سے دوستی کرنا اور دوست بنانا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مسلمانوں کا راز فاش کر سکتے ہیں۔

سوال یہ ہیکہ کیا یہ آیتیں حربی کفار کے ساتھ خاص ہیں یا عام ہیں؟

جواب: یہ حکم عام ہے، انہیں کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ [البقرہ:۱۲۰]۔

ترجمہ: اور تجھ سے یہودی ہرگز راضی نہ ہوں گے اور نہ نصاریٰ، یہاں تک کہ تو ان کی ملت کی پیروی کرے۔ کہہ دے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس علم کے بعد جو تیرے پاس آیا ہے، تو تیرے لیے اللہ سے (چھڑانے میں) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔

آج کے نصاریٰ کا بھی یہی حال ہے کہ جب تک آپ اپنا دین نہیں ترک کر دیں گے یہ آپ سے خوش نہیں ہو سکتے، یہ سب روز روشن کی طرح عیاں ہے اور ہر کوئی اسے جانتا ہے، مگر افسوس صد افسوس کہ جو فقہ الواقع کا دعویدار ہے وہی اس سے جاہل ہے، بلکہ سب سے جاہل شخص لگ رہا ہے۔

اہل دماج کے کسی بوڑھی خاتون سے بھی آپ پوچھیں گے تو وہ یہ کہے گی کہ یہود ونصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں، کسی فلسطینی خاتون سے پوچھو دیکھتے ہیں کہ وہ کیا تبصرہ کرتی ہے! یا بوسنیا، فلسطین اور دماج کی بوڑھی خواتین سے پوچھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ قطر کے مفتی سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتی ہیں۔ میں قطر کے ذمیداران سے اپیل کروں گا کہ وہ

ایسے جاہل شخص پر فتوی دینے کی پابندی عائد کر دیں، یہ لوگ دین کے نام پر دھبہ ہیں، یہ دشمنوں کے آلہ کار ہیں۔ ہمیں ایسے علماء کی ضرورت ہے جو کتاب وسنت کا علم رکھتے ہوں اور اسی روشنی میں دعوت دین کا کام کرتے ہوں۔

سوال ۵: قرضاوی سے سوال کیا گیا کہ کیا اسلام اور مغرب کے مابین تقارب ممکن ہے، تو قرضاوی نے کہا کہ ہمیں تو انکے ساتھ گفتگو کرنے کا حکم دیا گیا ہے، بلکہ بہتر اسلوب میں بات کرنے کا حکم ہے، جو قرآن پڑھے گا اسے معلوم ہوگا کہ کس طرح آپسی گفتگو کا ذکر ہے، انبیاء نے اپنی قوموں سے گفتگو کی ہے، نوح نے اپنی قوم سے، ابراہیم نے اپنی قوم سے، موسیٰ نے فرعون سے، اور سب کو قرآن میں نقل کیا گیا ہے، یہاں تک کہ آگے قرضاوی نے کہا کہ سب سے بڑے دشمن ابلیس سے اللہ نے گفتگو کی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ﴾ [ص:۷۵]۔

ترجمہ: فرمایا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا؟ کیا تو بڑا بن گیا، یا تھا ہی اونچے لوگوں میں سے؟

اس سے پتہ چلا کہ آپسی گفتگو اور مباحثہ کیلئے میدان بہت کشادہ ہے، خواہ وہ اسلامی فکر کا میدان ہو یا کوئی دوسرا میدان، یہ چیز آپ کو قرآن میں، سنت میں اور اسلامی تراث کے اندر ہر جگہ مل جائے گی۔ اور پھر قرضاوی نے کہا کہ میں نے بھی اس طرح کی گفتگو کی دعوت دی ہے، چنانچہ اپنی کتاب "الاسلام والغرب ص ۸٦ " پر کہا کہ ہم گفتگو کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس گفتگو میں ہر کوئی اپنے منہج کو پکڑ کر رکھے گا۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ قرضاوی مفلس ہے، کیا اللہ نے ابلیس کے بارے میں یہ نہیں فرمایا ہے: ﴿قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي

إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ﴾ [ص:۷۷،۷۸]۔

ترجمہ: فرمایا پھر اس سے نکل جا، کیونکہ بلاشبہ تو مردود ہے۔اور بے شک تجھ پر جزا کے دن تک میری لعنت ہے۔

اوراعدائے ملت سے گفتگو بااثرعلمائے ربانیین کریں گے جو اسلام کے سچے داعی اورملت کے شیدائی ہیں نہ کہ شکست خوردہ یورپی تہذیب کے دلدادہ علماءسوء جو اسلام کیلئے مزید ذلت ورسوائی کا سبب بنتے ہیں،علمائے ربانیین میں سے جیسے شیخ ابن باز اور البانی رحمہما اللہ،اور جہاں تک قرضاوی کی بات ہےتو قرضاوی کا موقف سب کو پتہ ہےکہ کس قدر یہ بندہ شکست خوردہ ہے،ایسے شخص پر کبھی بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے،اور الحمدللہ اب نوجوان قرضاوی سے اکتا چکے ہیں،اسکی کتابوں سے اوراسکی دعوت سے سب سے اکتا چکے ہیں، اب اس عمر میں قرضاوی کو چاہیئے تھا کہ اپنی زبان کو بند رکھتا اور مسلمانوں کو مزید پریشانی میں نہ ڈالتا۔بلکہ مزید بہتر ہوتا کہ اپنے تمام فتوؤں سے رجوع کرلیتا تاکہ مسلمانوں کو کچھ راحت مل جاتی۔واللہ المستعان۔

سوال٦: امریکی صحافیہ نے قرضاوی سے سوال کیا کہ مجھ جیسے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں اوراسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اسلام کے نام پر میدان میں بہت ساری تحریکیں اورتنظیمیں موجود ہیں،انہیں کیسے پتہ چلےکہ ان میں صحیح اسلام کس کے پاس ہے؟ کیا کبھی ان جماعتوں نے ایسی کوشش کی ہےکہ سب ایک جماعت بن جائیں؟

اس پرقرضاوی نے جواب دیا کہ مسلمان بہت سارے امورمیں متفق ہیں جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ،اور بہت سارے فضائل پرسب یکساں ایمان رکھتے ہیں، جیسے صدقہ، امانت داری اوروعدے کا نبھاناوغیرہ،اور بہت ساری چیزوں کو یکساں طور پرحرام سمجھتے

ہیں، جیسے شراب، زنا، سود وغیرہ، پھر بتلایا کہ اگر اصول میں متفق ہوں تو پھر اختلاف سے کوئی نقصان نہیں ہے، پھر اسکے بعد حسن بنا کا قاعدہ پیش کر دیا کہ: ''ہم آپس میں ایک دوسرے کا متفق علیہ امور میں تعاون کریں گے اور اختلافی امور میں ایک دوسرے کو معذور سمجھیں گے''۔

اسکے بعد کہا کہ یہ ایک سنہرا قاعدہ ہے، پھر اسکے بعد کہا کہ جب ہم تعدد ادیان کہ بات کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ زندگی ایک سے زائد دین اور تہذیب کیلئے گنجائش رکھتی ہے، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اصل یہ ہیکہ سب کیلئے میدان کھلا ہو، یہاں تک کہا کہ اسلامی صحوہ میں مختلف مکتب فکر پائے جائیں، اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، حتی کہ متشدد تنظیموں سے بھی ہم گفتگو کے قائل ہیں، اور ہماری کوشش ہے کہ وہ ہم سے بات کریں اور ہم انہیں اپنی جماعت میں شامل کرلیں، اور میں نے اپنی کتابوں میں یہی ثابت کیا ہے کہ اسلام کی خاطر کام کرنے کیلئے متعدد جماعتوں کا ہونا کوئی عیب نہیں ہے، بس کوشش یہ رہے کہ کوئی کسی کو نیچا نہ سمجھے اور توڑنے اور مجروح کرنے کی کوشش نہ کرے، بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے متعاون ہوں، اور اسلامی مسائل میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں جیسے بوسنیا کا مسئلہ۔ (الاسلام والغرب، ص ۸۷)۔

اس پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

جواب: میں ایک آیت پڑھ رہا ہوں، اگر غلطی ہوگی تو ٹوکنا: (وما اتاکم حسن البنا فاتبعوہ، وما نہاکم عنہ فانتہوا) صحیح ہے یا غلط، غلط ہے، یہ مسکین دراصل حسن البنا پر فخر کرتا ہے، جو اس بات کے قائل تھے کہ ہم آپس میں متفقہ امور میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور اختلافی امور میں ایک دوسرے کو معذور سمجھیں گے۔ یہ دراصل صوفی قبوری تھے، یہ متناقض باتیں کرتے تھے، کہتے تھے کہ ہماری دعوت

سلفی صوفی ہے، اور اسی منہج پر عبدالمجید زندانی کا مدرسہ مخضریہ ہے، جہاں سے طلبہ کو صوفی سلفی تبلیغی مجاہد بنا کر نکالنے کا دعوی کرتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے تعلق سے قرضاوی سے زیادہ سمجھ اس صحافیہ کو ہے، جو چاہتی ہے کہ مسلمان آپس میں متحد ہو جائیں اور ایک جماعت بن جائیں، مگر قرضاوی کا نظریہ ہے کہ سب بٹے رہیں اور اپنے اپنے افکار پر قائم رہیں، اور سیاسی طور پر ایک پلیٹ فارم پر آجائیں، اس طرح دینی اعتبار سے منتشر رہنے کا قائل ہے، میں نہیں جانتا کہ صحافیہ مسلمان ہے یا نہیں لیکن غالب گمان یہی لگتا ہے کہ وہ مسلمان ہوگی۔

میں چیلنج کرتا ہوں قرضاوی، زندانی اور صالح صاوی کو کہ تعدد جماعت پر ایک بھی دلیل پیش کر دو، جب کہ ہمارے پاس ایک جماعت کے ساتھ ہونے پر دلیلوں کی بھرمار ہے، جیسے کہ یہ حدیث جس کے اندر وارد ہوا ہے: (اگر مسلمانوں کا حاکم اور جماعت نہ ہو تو تمام فرقوں کو چھوڑ دو)، ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو طاعت سے نکل جائے اور جماعت کو چھوڑ کر مر جائے اسکی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سے فرقہ ناجیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ الجماعہ ہے۔

یہ جماعت پر جماعت بناتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ جماعت بنانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو اعدائے اسلام کے سامنے متحد کرنے کی ضرورت ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۳]۔

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ اور اپنے او پر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب تم دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمھیں اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾ [الأنبياء: ۹۲]۔

ترجمہ: بے شک یہ ہے تمھاری امت جو ایک ہی امت ہے اور میں ہی تمھارا رب ہوں، سو میری عبادت کرو۔

اسی طرح حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ".(صحیح بخاری: ۴۸۱)۔

ترجمہ: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا

اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى". (صحیح مسلم:۲۵۸۶)۔

ترجمہ: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومنوں کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت میں ایسی ہے جیسے ایک بدن کی (یعنی سب مؤمن مل کر ایک قالب کی طرح ہیں) بدن میں جب کوئی عضو درد کرتا ہے تو سارا بدن اس میں شریک ہو جاتا ہ، ے نیند نہیں آتی، بخار آجاتا ہے۔" (اسی طرح ایک مؤمن پر آفت آئے خصوصاً وہ آفت جو کافروں کی طرف سے پہنچے تو سب مومنوں کو بے چین ہونا چاہیے اور اس کا علاج کرنا چاہیے)۔

سوال ۷: قرضاوی نے کہا کہ عقائد اسلامیہ میں اصل یہ ہیکہ وہ عقل کے موافق ہو، کیا یہ اصول صحیح ہے؟ اور اگر صحیح نہیں ہے تو اسکا کیا جواب ہے؟

جواب: اسکا جواب اللہ کا یہ قول ہے: ﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ [الشوری:۱۰]۔

ترجمہ: اور وہ چیز جس میں تم نے اختلاف کیا، کوئی بھی چیز ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے، وہی اللہ میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ [النساء:۵۹]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو

تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

مگر یہاں ایک طرف صوفی عنصر ہے تو ایک طرف معتزلی، ہر گھاٹ کا پانی پینا ضروری ہے، کیا یہ نہیں پتہ ہیکہ معتزلہ گمراہ اسی لئے ہائے کہ انہوں نے عقل اور خواہشات نفس کو کتاب وسنت کے نصوص پر مقدم کیا، یہ کہتے ہیں کہ عقل صحیح نقل صحیح کے مخالف نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ معتزلہ کی طرح تم بھی گمراہ ہو گئے۔

سوال ۸: قرضاوی نے جہاد پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم اسی منہج پر قائم ہیں جس پر ہمارے معاصر علماء رہے ہیں جیسے شیخ رشید رضا، شیخ شلتوت، شیخ عبداللہ دراز، شیخ ابوزہرہ اور شیخ غزالی، یہ سب مانتے ہیں کہ جہاد دین، حکومت اور زمین وآبرو کے دفاع کیلئے ہوتا ہے، نہ کہ دنیا فتح کرنے کیلئے، جیسا کہ بعض لوگ تصور کرتے ہیں۔ (الاسلام والغرب، ص ۱۹)۔

سوال یہ ہیکہ کیا جہاد صرف دفاع ہی کیلئے ہوتا ہے، دشمنوں کی زمین فتح کرنے کیلئے نہیں ہوتا؟ اور کیا جن لوگوں کا نام ذکر کیا وہ علمائے اسلام ہیں؟

جواب: رشید رضا پر ''ردود اھل الطاعنین فی حدیث السحر، وبیان بعد محمد رشید رضا عن السلفیۃ'' کے نام سے میں نے رد لکھا ہے، اور دوسروں نے بھی رد کیا ہے، اور جن چیزوں کی صراحت میں نے کر دی ہے وہ کسی نے نہیں کی ہے، اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی انہیں سلفی ثابت کر دے، کیا کوئی سلفی عالم یہ کہہ سکتا ہے یا سلف میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ دجال خرافات کی علامت ہے، اسے انہوں نے تفسیر المنار میں ذکر کیا ہے، اور اسکی نسبت اپنے استاذ محمد عبدہ کی طرف کی ہے، اور اسے تسلیم کیا اس پر کوئی نکیر نہیں کی ہے، اسی طرح مغرب سے سورج کے نکلنے کا انکار کیا اور کہا کہ ممکن ہے جس طرح انسانوں کے

دادا آدم ہیں اسی طرح انکا دادا کوئی اور بھی ہو، یہ بات محمد عبدہ نے کہی ہے اور اسے رشید رضا نے بلا نکیر ذکر کیا ہے اسے تسلیم کرتے ہوئے، جو کہ کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

اور جہاں تک شلتوت کا تعلق ہے تو ان پر ہمارے ایک ساتھی نے "اعلام الانام بمخالفۃ شیخ الازھر شلتوت للاسلام" نامی کتاب لکھی ہے جس میں یہ بیان کیا ہے کہ شلتوت نے بہت سارے معجزات کا انکار کیا ہے، اور معجزات کا نام سن کر ان جیسوں کا سینہ تنگ ہونے لگتا ہے، اسلئے کہ ملاحدہ معجزات پر یقین نہیں کرتے اور یہ سب انہیں کے پروردہ اور تربیت یافتہ ہیں۔

اور جہاں تک ابوزہرہ کا تعلق ہے تو یہ جمال الدین افغانی اور محمد عبدہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

اور جہاں تک محمد غزالی کا تعلق ہے تو یہ اخوانی رموز میں شمار ہوتے ہیں اور اہل سنت والجماعہ نے انہیں خاک آلود کر دیا ہے، اور یہ اپنے کرتوتوں کے ساتھ اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں۔

اب مسئلہ باقی یہ رہ جاتا ہے کہ جہاد کیا صرف دفاع کیلئے ہے یا فتح کیلئے بھی ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالی ہے:﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾[التوبہ:۷۳].

ترجمہ: اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ لوٹ کر جانے کی بری جگہ ہے۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾[البقرہ:۱۹۳]۔

ترجمہ: ان سے لڑو، یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے، پھر

اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر کوئی زیادتی نہیں۔

پتہ چلا کہ قرضاوی کا کلام باطل ہے، بلکہ جہاد کا مقصد دین اسلام کی دعوت ہے، کلمہ لا الہ الا اللہ کی سر بلندی ہے، بصورت دیگر جزیہ لینا ہے بشرطیکہ اسلام پر اعتراض نہ کرے، نبی اکرم ﷺ اور صحابہ وتابعین کے غزوات اسی مقصد سے تھے۔ واللہ المستعان۔

سوال ۹: قرضاوی نے کہا کہ انتخابات میں عورتوں کے حصہ لینے کی حرمت پر علماء نے اللہ کے اس قول سے استدلال کیا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب: ۳۳]۔

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔

قرضاوی نے اس دلیل کو پانچ شبہات کے ذریعے توڑنے کی کوشش کی ہے جسکی تفصیل مجلہ الدعوہ شمارہ نمبر ۶۵ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ میں موجود ہے۔

ذیل میں ہر شبہے جواب درج ہے:

پہلا شبہہ: یہ آیت نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کے ساتھ خاص ہے۔

جواب: حقیقت یہ ہیکہ یہ آیت عام ہے جیسا کہ شیخ محمد شنقیطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تفسیر اضواء البیان میں کہی ہے، درج ذیل اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ

وَقُلُوبِهِنَّ ﴾ [الاحزاب: ۵۳]۔

ترجمہ: اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمھارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ تعلیل عموم پر دلالت کرتی ہے، جو تمام مومنہ عورتوں کیلئے عام ہے سوائے اس کے جو باہر نکلنے پر مجبور ہو، جیسے بیوہ وغیرہ۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ [النور: ۳۱]۔

ترجمہ: اور مومن عورتوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے۔

پتہ چلا کہ آیت میں گرچہ نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کا ذکر ہے مگر دوسری آیتیں میں عموم پایا جاتا ہے۔

دوسرا شبہہ: اس آیت کے نزول کے بعد بھی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر سے نکل کر بصرہ گئی تھیں اور معرکہ جمل میں حاضر ہوئیں۔

جواب: جہاں تک ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکلنے کا تعلق ہے تو وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلنا انکی اجتہادی غلطی تھی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد میں درستگی پر تھے۔

دوسرے یہ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے حجت نہیں پکڑ سکتے، کیونکہ وہ معصوم نہیں ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾ [الأعراف: ۳]۔

ترجمہ: اس کے پیچھے چلو جو تمھاری طرف تمھارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے

اوراس کے سوااور دوستوں کے پیچھے مت چلو۔ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔

بہرحال صحیح بات یہی ہے کہ عورت کیلئے بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، اسی لئے ام سلمہ، حفصہ اور دیگر ازواج مطہرات کبھی نہیں نکلی ہیں سوائے حج یا عمرہ کے۔

تیسرا شبہ: آپ دیکھتے ہیں کہ عورت عملی طور پر گھر سے باہر نکلتی ہے، مدرسہ کالج جاتی ہے، مختلف شعبوں میں کام کرتی ہے، کوئی طبیبہ ہے، کوئی معلمہ ہے، کوئی مشرفہ ہے کوئی مدیرہ ہے کوئی دوسرا فریضہ انجام دے رہی ہے، اور اسے کوئی نہیں روکتا، اس طرح یہ ایک خاموش اجماع ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورت گھر سے باہر کام کرسکتی ہے۔

جواب: میں یہی کہوں گا کہ تف ہے تمہارے اجتہاد پر، ایک باطل کام سے باطل کیلئے استدلال کررہے ہو، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ عورت پردہ ہے، وہ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسکا پیچھا کرتا ہے۔

آخر کس نے تم سے کہہ دیا کہ اہل علم نے اس پر نکیر نہیں کی ہے؟! اس کے نکیر پر کتابیں بھری پڑی ہیں، اور عورتیں بھی یہ بات سمجھتی ہیں۔

کیا تم یہی چاہتے ہو کہ عورتیں گھر کی ذمیداری چھوڑ کر باہر نکل جائیں، اور شام کو گھر واپس آئیں تو نہ شوہر کی خدمت کرسکیں اور نہ بچوں کی دیکھ بھال کرسکیں۔

آخر مصر اور یمن اور دیگر ممالک میں کیا ہوا، سرکاری محکموں میں خلوت کی وجہ سے کس قدر برائیاں عام ہوئیں، اور بے حیائی ہر سو پھیل گئی، اللہ سے ڈرو، اپنے باطل فتوؤں سے مسلمانوں کو کچھ تو راحت دو، کیا چاہتے ہو مسلم ممالک میں بھی اباحیت پسند یورپین ممالک کی طرح سب کچھ ہونے لگے، اور ہم بھی اعدائے اسلام کے مانند ہو جائیں، مجھے یہاں تک بتایا گیا ہے کہ مخلوط تعلیم اور باکرہ عورتوں کے باہر نکلنے کی وجہ سے معاشرے میں زنا اور بے حیائی عام ہونے لگی ہے۔

یقینا یہ شخص دورحاضر میں اس طرح کے فتنہ کا داعی ہے، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ". (صحیح مسلم:۲۷۴۰)۔

ترجمہ: سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مردوں کو نقصان پہنچانے والا عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا (یہ اکثر خلاف شرع کام کراتی ہیں اور جو مرد زن مرید ہوتے ہیں ان کو مجبور کر دیتی ہیں)۔

چوتھا شبہہ: بے حیا اور ملحدہ عورتوں کے مقابلے میں پاکدامن مومنہ عورتوں کو میدان میں آنا ضروری ہے، انہیں انتخابات میں حصہ لینا ضروری ہے کیونکہ اگر یہ میدان میں نہیں رہیں گی تو تمام میدانوں میں ملحدہ اور بے حیا عورتوں کی سیادت ہوگی، اور یہ سماجی ذمیداری ہے جوکہ انفرادی ذمیداریوں سے زیادہ اہم ہے۔

جواب: یہ کس قدر بیہودہ کلام ہے، اس پر ہنسا جائے یا اسکی عقل کا ماتم کیا جائے، تمہاری بربادی ہو، پاکدامن مومنہ عورتوں کو طاغوتی نظام کا حصہ بننے اور اسکی مدد کرنے کی دعوت ہی نہیں دے ہو بلکہ اسے واجب قرار دے رہے ہو۔ آخر یہ جمہوری انتخابات کا سسٹم کہاں سے آیا ہے؟ یقینا یہ اعدائے اسلام کی طرف سے مسلط کیا گیا ہے، سچ کہا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آلْيَهُودَ،

وَالنَّصَارَى، قَالَ: فَمَنْ". (صحیح مسلم:۲۶۶۹)۔

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "البتہ تم چلو گے اگلی امتوں کی راہوں پر (یعنی گناہوں میں اور دین کی مخالفت میں نہ یہ کہ کفر کرو گے) بالشت برابر بالشت کے اور ہاتھ برابر ہاتھ کے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسیں، تو تم بھی ان کے ساتھ گھسو گے۔" ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگلی امتوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اور کون ہیں؟"

میں کہتا ہوں کہ اس طرح کی فکری اور عقدی انحراف اور غلطیوں پر رد کرنا نفل عبادت سے بہتر ہے، کیونکہ یہ مکار قسم کے لوگ، گمراہی پھیلانے والے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے آگاہ کر دیا ہے، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّونَ"۔ (مسند احمد)۔

ترجمہ: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی نے ہمیں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ اندیشہ گمراہ کن حکمرانوں سے ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيمِ اللِّسَانِ"۔ (مسند احمد)۔

ترجمہ: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے زیادہ خطرہ اس منافق سے ہے جو زبان دان ہو۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ایسے گمراہوں کا دفاع کرنے کے بجائے ان کا رد کریں،

علمائے اہل سنت آگے آئیں جیسے شیخ ابن باز، شیخ البانی، شیخ ربیع، شیخ صالح الفوزان وغیرہ، آپ نے تو قرضاوی کی کتاب الحلال والحرام پر رد لکھا ہے، جزاہ اللہ خیرا۔

پانچواں شبہہ: عورتوں کو گھروں میں قید کر کے رکھنے کا عمل، یہ پہلے ان عورتوں کیلئے خاص تھا جن سے زنا کا ارتکاب ہو جاتا تھا، گویا یہ ایک طرح سے ان کے لئے سزا تھی، لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾[النساء:۱۵].

ترجمہ: اور تمھاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کریں، ان پر اپنے میں سے چار مرد گواہ طلب کرو، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو انھیں گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ انھیں موت اٹھالے جائے، یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ بنادے۔

پھر آخر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو گھروں میں بند رکھنا انکی طبعی حالت ہے؟

جواب: میں کہتا ہوں کہ قرضاوی نے جسے قید و بند اور نظر بند بتایا ہے وہ قید نہیں بلکہ یہی عورت کے عفیفہ ہونے کی علامت اور اس کی پاکدامنی کا سبب ہے، ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَا، مُدْرِكٌ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ. فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الِاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ". (صحیح مسلم:۲۶۵۷)۔

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان کی تقدیر میں اس کا حصہ زنا کا لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ خواہ مخواہ کرے گا، تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور چھونا ہے اور پاؤں کا زنا جانا ہے (فاحشہ کی طرف) اور دل کا زنا خواہش اور تمنا ہے اور شرمگاہ ان باتوں کو سچ کرتی ہے یا جھوٹ۔“

اسی طرح ایک روایت کے اندر وارد ہوا ہے کہ عورتوں کو مسجد جانے سے نہ روکو، تو دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے کہ عورتوں کیلئے گھر ہی بہتر ہے۔ اور ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے کہ عورتوں کے ساتھ نرمی کرو یہ شیشے کی مانند ہوتی ہیں۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ، وَأَكْثِرْنَ مِنَ الِاسْتِغْفَارِ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ". فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ: وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ، قَالَ: "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ". قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ؟ قَالَ:" أَمَّا نُقْصَانِ الْعَقْلِ: فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ، فَهَذَا مِنْ نُقْصَانِ الْعَقْلِ، وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَا تُصَلِّي، وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ، فَهَذَا مِنْ نُقْصَانِ الدِّينِ". (صحیح البخاری: ۱۴۶۲، سنن ابن ماجہ: ۴۰۰۱)۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کی جماعت! تم صدقہ وخیرات کرو، کثرت سے استغفار کیا کرو، کیونکہ میں نے

جہنم میں تم عورتوں کو زیادہ دیکھا ہے"، ان میں سے ایک سمجھ دار عورت نے سوال کیا: اللہ کے رسول ہمارے جہنم میں زیادہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم لعن طعن بہت کرتی ہو، اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، اے عورتو! میں نے تم سے زیادہ ناقص العقل اور ناقص الدین نہیں دیکھا، جو زیرک مرد کی عقل کو مغلوب اور پسپا کر دے"، اس عورت نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہماری عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری عقل کی کمی (ونقصان) تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے، اور دین کی کمی یہ ہے کہ تم کئی دن ایسے گزارتی ہو کہ اس میں نہ نماز پڑھ سکتی ہو، اور نہ رمضان کے روزے رکھ سکتی ہو"۔

میں علمائے اہل سنت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے دور میں انتخابات کا سسٹم تھا، صحابہ اور تابعین کے دور میں کیا یہ سسٹم پایا جاتا تھا؟ کیا بنی امیہ اور عباسی دور میں انتخابات کا سسٹم موجود تھا؟ کسی دور میں نہیں تھا، یہ اعدائے اسلام کی طرف مسلمانوں پر تھوپا گیا ہے، جو کہ بالکل جائز نہیں ہے۔

سوال ۱۰: ارشاد باری تعالی ہے: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾ [النساء: ۳۴]۔

ترجمہ: مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔ پس نیک عورتیں فرماں بردار ہیں، غیر حاضری میں حفاظت کرنے والی ہیں، اس لیے کہ اللہ نے (انھیں)

محفوظ رکھا اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، سو انھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان سے الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو، پھر اگر وہ تمھاری فرماں برداری کریں تو ان پر (زیادتی کا) کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت بلند، بہت بڑا ہے۔

قرضاوی نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ یہاں پر مردوں کی ولایت عورتوں پر صرف خانگی امور کیلئے خاص ہے، ورنہ عام حالتوں میں عورت بھی مرد کا حاکم بن سکتی ہے، اسکی ممانعت کہیں نہیں ہے، یہ قول کہاں تک درست ہے؟

جواب: سب سے بہتر رہنمائی رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی ہے، کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی خاتون کو مردوں کا سربراہ بنایا؟ کیا آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیکیورٹی ڈائریکٹر بنایا؟ کیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لشکر کا سربراہ بنایا؟ مذکورہ آیت ہی کی تفسیر میں درج ذیل یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَإِذَا شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لِيَسْكُتْ، وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ، أَعْلَاهُ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا". (صحیح مسلم:۱۴۶۸)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے جب (اپنی بیوی میں) کوئی (پسند نہ آنے والا) معاملہ دیکھے تو اچھی طرح سے بات کہے یا خاموش رہے۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی نصیحت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر والے حصے میں ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے تو اسے توڑ دو گے

اور اگر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی نصیحت قبول کرو۔"

نبی اکرم ﷺ نے اسی لئے ایسی وصیت کی ہے کیونکہ آپ کو پتہ تھا کہ یہ کمزور واقع ہوئی ہیں، اور اسی لئے آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی عورتوں کے حق میں خصوصی طور پر وصیت کی تھی جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قَالَ: "اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ، إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا، إِنَّ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ، فَلَا يُوَطِّئَنَّ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ، أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ، أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ، وَطَعَامِهِنَّ". (سنن ابن ماجہ:۱۸۵۱)۔

ترجمہ: سیدنا عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی، پھر فرمایا: "عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو، اس لیے کہ عورتیں تمہاری ماتحت ہیں، لہٰذا تم ان سے اس (جماع) کے علاوہ کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو، الا یہ کہ وہ کھلی بدکاری کریں، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو خواب گاہ سے جدا کر دو، ان کو مارو لیکن سخت مار نہ مارو، اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر زیادتی

کے لیے کوئی بہانہ نہ ڈھونڈو، تمہارا عورتوں پر حق ہے، اور ان کا حق تم پر ہے، عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارا بستر ایسے شخص کو روندنے نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، اور وہ کسی ایسے شخص کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں، جسے تم ناپسند کرتے ہو، سنو! اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اچھی طرح ان کو کھانا اور کپڑا دو"۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: "أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبْ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ". (سنن ابی داود: ۲۱۴۲)۔

ترجمہ: سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے اوپر ہماری بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو اسے بھی پہنچاؤ، یا جب تم کماؤ کرلاؤ تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، برا بھلا نہ کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے جدائی اختیار نہ کرو"۔

افسوس ہے کہ آج لوگوں سے غیرت اُٹھتی چلی جا رہی ہے۔

یہ لوگ فتوی دیکر عورتوں کو گھر سے باہر نکالتے ہیں اور جب معاشرے میں برائی عام ہونے لگتی ہے تو عورتیں اپنی اپنی کہانیاں اور اپنے ساتھ پیش آنے والے کارستانیوں کو بیاں کرتی ہیں تو پھر یہی مفتی لوگ فتنہ وفساد کا حوالہ دیکر اسے گھر میں رہنے کا فتوی دیتے ہیں، ایسے ہی علمائے سوء کے بارے میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ

بَطْنِهِ، فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى، فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ، فَيَقُولُونَ يَا فُلَانُ: مَا لَكَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهى عَنِ الْمُنْكَرِ؟، فَيَقُولُ: بَلَى، قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ"۔ (صحیح مسلم:۲۹۸۹)۔

ترجمہ: سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ: ’’قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی۔ وہ ان کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد لگاتا ہے۔ اہل جہنم اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے فلاں! تمھارا ساتھ کیا ہوا؟ کیا تو نیکیوں کی تلقین اور برائیوں سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا ایسا ہی تھا، میں نیکیوں کا حکم دیتا تھا خود (نیکی کے کام) نہیں کرتا تھا اور برائیوں سے روکتا تھا اور خود ان کا ارتکاب کرتا تھا‘‘۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالُوا خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا كَانُوا يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُونَ‘‘۔ (مسند احمد)۔

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ دنیا کے خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے اور کتاب کی تلاوت کرتے تھے، کیا یہ سمجھتے

نہ تھے۔

ایسے لوگوں کی مثال بھی بہت ہی بھیانک اور مکروہ ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ [الأعراف:١٧٦]۔

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان کے ذریعے بلند کر دیتے، مگر وہ زمین کی طرف چمٹ گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا، تو اس کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے ہانپتا ہے، یا اسے چھوڑ دے تو بھی زبان نکالے ہانپتا ہے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ سو تو یہ بیان سنا دے، تاکہ وہ غور وفکر کریں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [الجمعہ:۵]۔

ترجمہ: جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا، پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔ اللہ کی باتوں کو جھٹلانے والوں کی بڑی بری مثال ہے اور اللہ (ایسے) ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

انہیں لوگوں کے بارے میں قرضاوی نے کہا ہے کہ اللہ نے انکی تعریف کی ہے، اللہ تعالی علمائے سوء سے امت کو محفوظ رکھے۔

سوال ۱۱: صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: "لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً". (صحیح بخاری:۴۴۲۵)۔

ترجمہ: سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔

اس حدیث کے مدلول کو قرضاوی نے درج ذیل شبہات کے ذریعے باطل کرنے کی کوشش کی ہے:

پہلا شبہہ: ورود حدیث کا سبب اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ ان آیات سے خاص ہے جو عمومی طور پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ (امرھم) کے لفظ سے واضح ہے، یعنی ملک کی سربراہی اور عام حکمرانی، لیکن اگر دوسری ذمہ داری دے دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؟

جواب: میں یہی کہوں گا کہ جس طرح اہل سنت علماء نے صابونی، ترابی، طحان اور غزالی کو بے نقاب کیا ہے ویسے تمہیں بھی بے نقاب کر دیں گے، کیونکہ یہ گمراہ کن کلام ہے، ایسے موقع پر میں یہ آیت پڑھوں گا: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ﴾ [آل عمران:۸]۔

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر، اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی بے حد عطا کرنے والا ہے۔

اسی طرح یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ "، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: " نَعَمْ، إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللَّهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ"۔ (سنن ترمذی: ۲۱۴۰)۔

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا پڑھتے تھے: ''يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ''۔ ''اے دلوں کے الٹنے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ''، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم لوگ آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آئے کیا آپ کو ہمارے سلسلے میں اندیشہ رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، لوگوں کے دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جیسا چاہتا ہے انہیں الٹتا پلٹتا رہتا ہے''۔

میں بھی ایسے موقع پر کہوں گا: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ۔

پھر میں سوال کرتا ہوں کہ کیا علمائے متقدمین نے ایسی کوئی تاویل کی ہے اور کیا کسی نے اس تخصیص کا ذکر کیا ہے؟ حدیث کے اندر حکم نفی کے سیاق میں آیا ہے، جس طرح سے نکرہ نفی کے سیاق میں ہوتا ہے، اس لئے یہاں یہ بات عام ہے، اس میں کسی تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ہاں اگر نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنے قول وفعل یا تقریر سے تخصیص کرتے تو پھر کہہ سکتے تھے، بھلا تمہیں یہ حق کس نے دیا کہ تم اپنی طرف سے تخصیص کرو؟ ایسا کوئی کج رو اور گمراہ ہی کرسکتا ہے۔

دوسرا شبہہ:

قرضاوی نے کہا کہ اگر اس حدیث کو عموم پر محمول کرلیں تو پھر یہ ظاہر قرآن کے خلاف ہوگا، کیونکہ قرآن کے اندر ایک ایسی عورت کا واقعہ بیان ہے جس نے اپنی قوم کی بہتر سے بہتر قیادت اور سربراہی کی ہے، وہ ملکہ سبا بلقیس ہے، جس کا واقعہ اللہ نے سورہ نمل

میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جواب: یہ آپ سے کس نے کہا ہے اس عورت کا نام بلقیس تھا؟ کیا اِس پر کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں؟ دوسرے یہ کہ ہدہد نے اسکی قوم کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا جیسا کہ اللہ نے نقل کیا ہے: ﴿وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ * أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ﴾ [النمل: ۲۴]۔

ترجمہ: میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال مزین کر دیے ہیں، پس انھیں اصل راستے سے روک دیا ہے، پس وہ ہدایت نہیں پاتے۔ تاکہ وہ اللہ کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو نکالتا ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔

ہدہد اسکی قوم اور انکی عبادت کا مذاق اڑا رہا ہے اور اسے مذمت کے پیرائے میں بیان کر رہا ہے، مزید یہ کہ وہ عورت کافرہ ہے، سوال یہ ہیکہ کیا وہ اسلام لانے کے بعد بھی حکمرانی کرتی رہی یا سلیمان علیہ السلام کی مطیع و فرمانبراد بن گئی؟ یہ کہیں واضح نہیں ہے۔ بلکہ غالب گمان یہی ہے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے تابع ہو گئی تھی جیسا کہ بعض آثار سے پتہ چلتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہدہد جانور بھی قرضاوی سے زیادہ فہم و فراست والا تھا کہ جس نے حق بیان کرتے ہوئے اس کی اور اسکی قوم کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ راہ راست سے بھٹکے ہوئے تھے۔

تیسرا شبہہ: قرضاوی نے کہا کہ حدیث کے عموم کو پھیرنے کیلئے ہمارے پاس واقع

حال کی دلیل ہے، کہ ہم بہت ساری خواتین کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے وطن میں بہت سارے مردوں سے بہتر ہیں، بلکہ بہت ساری خواتین تو ایسی ہیں جو موجودہ عرب اور مسلم حکمرانوں سے سیاسی امور میں زیادہ بہتر ہیں۔

جواب: یہاں میں وہی کہوں گا جو میں نے عبدالکریم زیدان سے کہی تھی کہ تمہارا برا ہو، خواتین اسلام میں بعض ایسی بھی گزری ہیں جو محدثہ، فقیہہ اور ادیبہ تھیں، اور بعض عورتیں بعض مردوں سے بہتر ہو سکتی ہیں اور یقیناً ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ انہیں مردوں پر حاکم بنا دیا جائے، اسے سربراہ ملک بنا دیا جائے۔

حقیقت یہی ہے کہ عورت کمزور واقع ہوئی ہے، وہ مرد کے بغیر خود کو ادھورا اور غیر محفوظ سمجھتی ہے، اسی لئے شارع نے اسکے لئے محرم متعین کیا ہے۔ اسے مردانہ سیاست کی ضرورت ہے نہ کہ مردوں کو زنانہ سیاست کی۔ اس معاملے کو اللہ تعالی بہتر طور پر جانتا ہے اسی لئے مردوں کو قوامیت اور سربراہی کا حق دیا ہے اور عورتوں کو گھر کی ذمیداری عطا کی ہے۔

چوتھا شبہہ: قرضاوی نے بیان کیا کہ علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک عورت خلیفہ نہیں بن سکتی، مگر اس کے سوا جو ذمیداریاں ہیں ان میں اختلاف ہے، جیسے کسی علاقے یا ملک کی سربراہی، چنانچہ اس میں اجتہاد کی گنجائش ہے، اسلئے ایک عورت وزیر بن سکتی ہے، قاضی بن سکتی ہے۔

جواب: ٹھیک ہے پر وہ قاضی صرف یوسف قرضاوی کیلئے ہوگی، کیا تمہارے عقل پر پردہ پڑ گیا ہے جو اسے وزیر اور قاضی بنا رہے ہو؟ اگر انہیں کوئی عورتوں والا اہم معاملہ پیش آجائے اور وہ عورت جو قاضی ہے، کسی اسپتال میں بھرتی ہو بچہ کی ولادت کیلئے، وہ کوئی کام کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو، تو اس وقت لوگ کیا کریں گے؟!

صحیح یہی ہے کہ عورت گھر میں رہے گی، کتاب وسنت کی تعلیم گھر میں سیکھ کر بچوں کی دینی تربیت کرے گی، شوہر کی خدمت اور گھر کی دیکھ ریکھ کرے گی۔ یہی اسکی زمہ داری ہے، باقی باہر بھیج کر اسے تعلیم دلانا اور پھر اسی تعلیم کی بنیاد پر اس سے نوکری کرانا صرف فساد کا ذریعہ ہے۔ شیطان ہر شخص کے پیچھے ہے، کوئی مرد کسی عورت سے اور کوئی عورت کسی مرد سے مامون نہیں ہوسکتی، سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اگر مجھے سونے کے ڈھیر کا امین بنا دیا جائے تو میں اسے پورا کرسکتا ہوں لیکن اگر کسی عورت کا امین بنا دیا جائے تو میں اسکی ضمانت نہیں لیتا خواہ وہ کوئی کالی لونڈی ہی کیوں نہ ہو۔

میں کہتا ہوں کہ اگر طلاق عورت کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنے شوہر کو ایک دن میں سوسو بار طلاق دیتی، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق مانگا تو اس کے شوہر نے کہا ٹھیک ہے، پھر وہ کمرے میں گیا اور ایک پیپر پر لکھ کر اسے تھما دیا، اور کہا کہ ٹھیک ہے اب تم اپنے میکے چلی جاؤ۔

لیکن تھوڑی ہی دیر میں اسے احساس ہوا اور رونے لگی اور کہنے لگی کہ میں نے غلط کہا مجھے افسوس ہے۔ اس وقت شوہر نے کہا کہ میں بھی جانتا ہوں، میرا پیپر بھی سادہ ہے، اس میں کچھ نہیں لکھا ہے۔

پانچواں شبہہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شفاء بنت عبداللہ عدویہ کو بازار کی نگرانی پر مامور کیا تھا، اور یہ بھی عام حکمرانی ہی کی ایک قسم ہے۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ اس روایت کی ذرا سند مجھے دکھا دو، میں نے ایک مالکی کی کتاب ''السوق'' میں اس روایت کو دیکھا تھا، جو کہ بغیر سند کے تھی، اور یہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ حدیث رسول کا مقابلہ نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ بس یک اجتہاد قرار پائے ہوگا۔

اسی طرح مجھ سے بعض احباب نے بتلایا کہ ابن عبدالبر نے الاستیعاب کے اندر بھی

اس روایت کو بلا سند کے ذکر کیا ہے۔

مطلب جب کسی کو اپنی بات مضبوط کرنی ہوتی ہے تو وہ کسی بھی چیز کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتا ہے خواہ وہ ثابت ہو یا نہ ثابت ہو۔

چھٹا شبہہ: نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ لیا تو آپ کو بہترین مشورہ دیا، اور آپ نے اس پر عمل بھی کیا، اور اسکا نتیجہ بھی بہتر رہا، چنانچہ ایک عورت اگر انفرادی طور پر مشورہ دے سکتی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے سکتی ہے، نصیحت کر سکتی ہے تو پھر آخر کونسی چیز مانع ہے کہ وہ مجلس مشاورت کا رکن نہیں بن سکتی؟!

جواب: سوال یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کس کو مشورہ دیا؟ کیا وہ باہر نکل کر لوگوں کے پاس گئیں اور انہیں مشورہ دیا یا پھر گھر کے اندر اپنے شوہر کو مشورہ دیا؟ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ عورت کی بات نہیں سنی جائے گی، ایک عورت شرعی حدود میں رہ کر بات کر سکتی ہے، اپنی رائے رکھ سکتی ہے، جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کیا، لیکن شریعت سے ہٹ کر نہیں، وہ اگر کسی چیز کو بہتر سمجھ رہی ہے تو اپنے شوہر اور سرپرست کے سامنے وہ بات رکھے گی۔

اور جہاں تک یہ روایت کہ: "شاوِرْهُنَّ وخالِفوهُنَّ" یعنی عورتوں سے مشورہ لو اور عمل اسکے خلاف کرو، تو یہ موضوع اور من گھڑت ہے۔

ساتواں شبہ: من باب النصیحہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کی خاطر ایک عورت بھی پارلیمنٹ کا رکن بن سکتی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[التوبہ:۷۱]۔

ترجمہ: اور مومن مرد اور مومن عورتیں، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

جواب: ہم اس کے جواب میں اس سے پہلی کی آیت پڑھیں گے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ﴾[التوبہ:۶۷،۶۸]۔

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں، ان کے بعض بعض سے ہیں، وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے تو اس نے انھیں بھلا دیا۔ یقینا منافق لوگ ہی نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی ان کو کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کی اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

یہ آیتیں ایسے لوگوں کیلئے زیادہ مناسب ہے۔ پارلیمنٹ طاغوتی جمہوریت کا حصہ ہے، اس میں مردوں کا حصہ لینا جائز نہیں ہے تو پھر عورتوں کیلئے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟!

اسلامی نظام حکمرانی میں مجلس شوری ہوتی ہے جس میں صرف اہل حل وعقد ہوتے ہیں۔

اور میں جمعیۃ الاصلاح والوں کو نصیحت کروں گا جنہوں نے اخوانیوں کے مشورے

پر چھ یا سات عورتوں کو منتخب کیا ہے کہ اس نظام سے باز آجاؤ نہیں تو تمہارے لئے تباہی مقدر ہے۔

سوال ۱۲: قرضاوی نے عورتوں کیلئے خصوصی محاضرہ پیش کیا جس میں مردوں پر نکیر کرتے ہوئے کہا کہ ایک مرد اگر آگے بڑھ کر سوال کرسکتا ہے اپنی بات رکھ سکتا ہے تو پھر عورت ایسا کیوں نہیں کرسکتی ہے؟ کیا محاضرہ عورتوں کیلئے نہیں ہے؟!

اس محاضرہ میں کافرہ عورتوں اوران مسلمہ عورتوں پر پابندی تھی جو بے پردہ ہوں، تو قرضاوی نے ذمیداران پر نکیر کرتے ہوئے کہا کہ سب کو آنے دو جس بھی لباس میں آئیں، ممکن ہے وہ ہماری باتیں سن کر ہدایت پر آجائیں، بلکہ محاضرے کے دوران عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ پورے بدن کو ڈھکنا ضروری نہیں ہے، اور اسکی تعلیل یہ بیان کی کہ اگر کوئی کافرہ عورت تمہیں اس حال میں دیکھے گی تو وہ اس دین میں داخل نہیں ہوگی، اور پھر ایسے حجاب کا مشورہ دیا جس میں جسم کا کچھ حصہ کھلا ہوا ہو اور یہ کہ حجاب صرف ایک ہی رنگ کا نہ ہو، یعنی زمانے کے اعتبار سے ہو، جو کافروں کو دین اسلام کی طرف راغب کرنے والا ہو، اور اسکا پہننا بھی آسان ہو؟

جواب: عورتوں کا مردوں کے ذریعے اور مردوں کا عورتوں کے ذریعے فتنوں والی احادیث کا ذکر ہوچکا ہے، خاص طور سے اس طرح کے محاضرات کی شکل میں، مجھ سے برادرم یحیی حفظہ اللہ نے یہ بھی بتایا کہ اس محاضرے میں بعض مسلم خواتین ایسی بھی تھیں جنہوں نے حجاب بھی نہیں پہن رکھا تھا، ایسی صورت میں تو دوران محاضرہ بھی فتنے کا خوف ہے، بلکہ خطیب بھی فتنے میں مبتلا ہوسکتا ہے، اور اسکا دل مشغول ہوسکتا ہے، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قال رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ: **"تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى**

الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا، فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ، حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا، فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ وَالآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا، لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا، إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ". (صحیح مسلم:۱۴۴)۔

ترجمہ: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فتنے دلوں پر ایسے آئیں گے کہ ایک کے بعد ایک، ایک کے بعد ایک جیسے بوریئے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے گا تو اس میں ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان و زمین قائم رہیں۔ دوسرے کالا سفیدی مائل یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی سمجھے گا، نہ بری بات کو بری مگر وہ جو اس کے دل میں بیٹھ جائے“۔

ممکن ہے کہ ایک شخص پاکباز ہو مگر وہ بھی بے پردہ عورت کو سامنے دیکھ کر فتنے میں مبتلا ہوسکتا ہے، اسی لئے شریعت میں پردے کا حکم ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی عورتوں کے حقوق کے نام پر انہیں باہر لانا چاہتا ہے اور انہیں بے پردگی کے ساتھ محاضرے میں شامل ہونے اور اسے اپنی بات سب کے سامنے رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے تو ایسے شخص کا دل فاسد اور مریض القلب ہوسکتا ہے، جیسا کہ قرآن کے اندر وارد ہوا ہے: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا

مَعْرُوفًا﴾ [الأحزاب:۳۲]۔

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔

اور آگے فرمایا: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ [الاحزاب:۵۳]۔

ترجمہ: اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمھارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔

سوال ۱۳: اس محاضرے میں یہ بھی سوال کیا گیا کہ کیا سوپر مارکٹ کا مالک شراب اور خنزیر کا گوشت فروخت کرسکتا ہے؟ تو قرضاوی نے کہا کہ اگر شر پر خیر کا غلبہ ہو تو پھر جائز ہے، اور ہمیں معلوم ہے کہ سوپر مارکیٹ میں خیر ہی غالب ہے، کہتے ہیں کہ اسی وقت ایک عورت نے درج ذیل یہ حدیث لکھ کر قرضاوی کے پاس پہونچایا:

عن ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "**لُعِنَتِ الْخَمْرُ عَلَى عَشْرَةِ أَوْجُهٍ: بِعَيْنِهَا، وَعَاصِرِهَا، وَمُعْتَصِرِهَا، وَبَائِعِهَا، وَمُبْتَاعِهَا، وَحَامِلِهَا، وَالْمَحْمُولَةِ إِلَيْهِ، وَآكِلِ ثَمَنِهَا، وَشَارِبِهَا، وَسَاقِيهَا**". (سنن ابن ماجہ:۳۳۸۰)۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب دس طرح سے ملعون ہے، یہ لعنت خود اس پر ہے، اس کے نچوڑنے والے پر، نچڑوانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کو اٹھا کر لے جانے والے پر، اس شخص پر جس کے پاس اٹھا کر لے جائی جائے، اس کی قیمت

کھانے والے پر، اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر"۔

اس حدیث کو پڑھ کر قرضاوی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ یورپ کے اندر سوپر مارکیٹ کے مالکان پر شراب اور خنزیر کا گوشت فروخت کرنا لازم ہوتا ہے، گویا ہم چاہتے ہیں کہ یورپ میں مسلمانوں کیلئے الگ سے سوپر مارکیٹ ہو؟ یہ سن کر ورقہ بھیجے والی خاتون نے کھڑے ہو کر جھلاتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے دین کو بہت ہی لچکدار بنا دیا ہے، میں سمجھتی ہوں کہ ایک مسلمان کو اپنے دین پر حق کے ساتھ ڈٹے رہنا چاہئے، اور اسے کسی چیز سے تنازل اختیار نہیں کرنا چاہئے، تا کہ کفار کو بھی پتہ چلے کہ دین اسلام میں محرمات پر سختی سے پابندی ہے، اور دین اسلام محرمات کے ارتکاب سے روکتا ہے۔

مگر پھر بھی آخر میں قرضاوی نے کہا کہ میں نے جو بات کہہ دی ہے میں اسی پر قائم ہوں۔

جواب: ہمیں قرضاوی سے یہی توقع تھی، یقیناً وہ باطل ہی پر قائم رہے گا، توقع نہیں ہے کہ وہ حق کی طرف رجوع کرے گا، اللہ تعالی اس خاتون کو جزائے خیر دے جس نے جراءت کے ساتھ حق بات کہی، ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ، أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِنْ حَرَامٍ". (صحیح بخاری: ۲۰۸۳)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ مال اس نے کہاں سے لیا، حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ [سورۃ المؤمنون:۵۱]، وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۷۲]، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ". (صحیح مسلم:۱۰۱۵)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفات حدوث اور سمات نقص و زوال سے) اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) اور اللہ پاک نے مؤمنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا: اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔ اور فرمایا: اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں، پھر ایک ایسے آدمی ذکر کیا، جو کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد و غبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔“

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ“۔ (سنن ترمذی:۶۱۴)۔

ترجمہ: اے کعب بن عجرہ! جو گوشت بھی حرام سے پروان چڑھے گا، آگ ہی اس کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک یورپی سفر میں تم سے ایک سوال کیا گیا کہ کیا دکاندار شراب بیچ سکتا ہے؟ تو اسکا جواب دیتے ہوئے تم نے کہا تھا کہ: اگر نصرانی خریدنے آتے ہیں تو بیچ سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی کج روی اور گمراہیوں کی وجہ سے اللہ نے اخوان المسلمون کو ذلیل و رسوا کر رکھا ہے، اور یہ جب تک کتاب وسنت کی طرف رجوع نہیں کرتے، اس وقت تک انکا پیچھا ہم کرتے رہیں گے، اور اللہ انہیں رسوا کرتا رہے گا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ [الحج:۱۸]۔

ترجمہ: اور جسے اللہ ذلیل کر دے پھر اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

جن لوگوں کا کام ہی یہی ہے کہ سنت کی مخالفت کرو، اہل سنت والجماعہ کی مخالفت کرو، ہمارے خلاف جھوٹ بولو، الزامات لگاؤ، اب لوگ تمہیں جاننے لگے ہیں، تم لوگوں کی حقیقت اب لوگوں پر عیاں ہو چکی ہے کہ تمہاری دعوت جھوٹی ہے تمہارا مقصد کچھ اور ہے، تمہارا جھوٹ اور اباطیل سب واضح ہو چکا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الاحزاب: ۷۱]۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور بالکل سیدھی بات کہو۔ [70] وہ

تمھارے لیے تمھارے اعمال درست کردے گااور تمھارے لیے تمھارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو یقینا اس نے کامیابی حاصل کرلی، بہت بڑی کامیابی۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۴]۔

ترجمہ: ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، سوائے اس شخص کے جو کسی صدقے یا نیک کام یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے اور جو بھی یہ کام اللہ کی رضا کی طلب کے لیے کرے گا تو ہم جلد ہی اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ تم لوگ اپنے باطل سے باز آجاؤ، اور اگر تم سمجھتے ہو کہ تم ہی حق پر ہو تو نہیں بھی آ کر مناظرہ کرلو تا کہ اہل صعدہ کی طرح تمہاری بھی حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

سوال ۱۴: قرضاوی سے ڈرامے کے اندر عورت کی شرکت سے متعلق سوال کیا گیا جیسا کہ مجلہ الدعوہ شمارہ نمبر ۱۳۱۹ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ میں شائع ہوا ہے، تو اس پر قرضاوی نے کہا کہ یہ جائز ہے اور اسکی دلیل قرآنی قصے ہیں، جیسا کہ آدم اور حوا علیہما السلام کا واقعہ، نوح علیہ السلام اور انکی بیوی کا واقعہ، اسی طرح لوط علیہ السلام اور انکی بیوی کا واقعہ، اسی طرح ابراہیم علیہ السلام اور انکی بیوی کا واقعہ، اسی طرح آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا واقعہ اور اسی طرح موسی علیہ السلام کا واقعہ، فرعون اور اسکی بیوی کا واقعہ، یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کی بیوی کا واقعہ، عیسی علیہ السلام اور انکی والدہ مریم علیہا السلام کا واقعہ، قرآن نے ان تمام واقعات کو نقل کیا ہے جن میں عورتوں کا بنیادی کردار

ہے پھر آخر ہم زندگی کے شعبوں میں اسکے کردار کو کیسے ختم کر سکتے ہیں، پھر اسکے بعد قرضاوی نے ڈرامے میں شامل ہونے کے ضوابط بیان کئے ہیں؟

جواب: میں کہتا ہوں کہ یہ شخص گمراہ ہے، کیوں کہ یہ اللہ کی طرف اور قرآن کی طرف ایسی باتوں کو منسوب کرتا ہے جو کہ جھوٹ ہیں، کیوں کہ قرآن کے اندر حقیقی واقعات بیان کئے گئے ہیں نہ کہ ڈرامے پیش کئے گئے ہیں، جو کہ جھوٹ ہوتا ہے، کیا اگر میں کسی اسٹیج پر آ کر کہوں کہ میں ابو بکر صدیق ہوں تو کیا یہ جھوٹ نہیں ہوگا؟! دوسرا آ کر کہے کہ میں ابو جہل ہوں تو کیا یہ جھوٹ نہیں ہوگا؟ یہی تو ڈرامہ ہے، پتہ چلا کہ یہ لوگ اللہ اور اسکی کتاب کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں، اسلئے کہ قرآن میں ڈرامے نہیں حقائق بیان کئے گئے ہیں۔

آپ دیکھیں کہ ایک مرتبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی نقالی کرتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ وہ ناٹے قد کی ہیں، تو اس پر نبی اکرم ﷺ نے کیا کہا تھا، دیکھیں یہ حدیث:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، فَقَالَ: ”مَا يَسُرُّنِي أَنِّي حَكَيْتُ رَجُلًا، وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا“. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ، وَقَالَتْ بِيَدِهَا: هَكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِي قَصِيرَةً، فَقَالَ: "لَقَدْ مَزَجْتِ بِكَلِمَةٍ لَوْ مَزَجْتِ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ لَمُزِجَ". (سنن ترمذی: ۲۵۰۲)۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص کی نقل کی تو آپ نے فرمایا: ”مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی انسان کی نقل کروں اور مجھے اتنا اور اتنا مال ملے“۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بیشک صفیہ ایک عورت

ہیں، اور اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، گویا یہ مراد لے رہی تھیں کہ صفیہ پست قد ہیں۔ آپ نے فرمایا: "بیشک تم نے اپنی باتوں میں ایسی بات ملائی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا رنگ بدل جائے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی نقل بھی غیبت میں شامل ہے، اس لیے بطور تحقیر کسی کے جسمانی عیب کی نقل اتارنا یا تنقیص کے لیے اسے بیان کرنا سخت گناہ کا باعث ہے۔ اور اسی میں کسی کی شخصیت پر ڈرامہ بازی کرنا بھی شامل ہے۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اسکے بعد میں نے کسی کی نقالی نہیں کی۔ اور معلوم ہونا چاہئے کہ ڈرامے میں نقالی ہی ہوتی ہے۔

ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ وَمُمَثِّلٌ مِنْ الْمُمَثِّلِينَ“۔(مسند احمد)

ترجمہ: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا ہو یا اس نے کسی نبی کو شہید کیا ہو یا گمراہی کا پیشوا ہو یا مجسمہ اور تصویر بنانے والا ہو۔

یہاں ممثل سے مراد مصور بھی ہوسکتا ہے اور نقالی کرنے والا بھی ہوسکتا ہے، تمثیل اور ڈرامہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں نہیں پایا جاتا تھا، اور نہ ہی اسکے لئے قرآن وسنت میں کوئی لفظ استعمال ہوا ہے، اسی لئے اسے جھوٹ میں شامل کیا جاتا ہے، اس میں کم از کم جھوٹ ہوتا ہے اور اہل دین سے تمسخر مذاق الگ سے۔

میں نے یمن میں دیکھا ہے کہ یہ لوگ ڈرامہ پیش کرتے ہیں، حتی کہ اللہ کی نقالی کرتے ہیں اور لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اسی طرح رسول کی نقالی کرتے ہیں۔ حد تو یہ ہیکہ عورت مرد کا کردار ادا کرتی ہے، جبکہ حدیث کے اندر مشابہت کرنے والوں پر لعنت بھیجی گئی ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ"۔ (سنن ترمذی: ۲۷۸۴)۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

یعنی جو مرد عورتوں کی طرح اور عورتیں مردوں کی طرح وضع قطع اور بات چیت کا لہجہ اور انداز اختیار کرتی ہیں، ان پر لعنت ہے۔

سوال ۱۵: قرضاوی نے قرآنی قصوں سے استدلال کرتے ہوئے ڈرامے کو جائز کہا ہے، اور اسلوب ترفیہی پر اعتماد کیا ہے، اور پھر کہا کہ یہ بالکل معقول نہیں ہے کہ ہم تصویر کشی، ڈرامے یا زمانے کے اعتبار سے اس طرح کے تقاضوں کو حرام قرار دیں، قرضاوی کے اس قول کا کیا جواب ہے؟

جواب: دیکھئے قرضاوی جیسے لوگوں کو وہی درہ چاہیئے جس درے سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبیغ کی پٹائی کی تھی، تا کہ اس کے بھی سر سے ساری بلاء نکل جائے، اگر یہ ڈرامے اور جھوٹ پر قرآن سے استدلال کرتا ہے تو اس سے بڑا جھوٹا مفتری کوئی نہیں ہوگا۔

اگر ہم اسے متاول نہ سمجھتے تو اس کی تکفیر کر سکتے تھے، جہاں تک تصویر کے جواز کا تعلق

ہے تو اس کی حرمت پر میں نے "حکم تصویر ذوات الارواح" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو شائع بھی ہو چکا ہے، اور جہاں تک ڈرامے کے جواز کا تعلق ہے تو اس بارے میں شیخ بکر بن عبداللہ ابو زید کی کتاب کا مطالعہ کریں، وہ کافی ہے۔

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ أجمعین۔